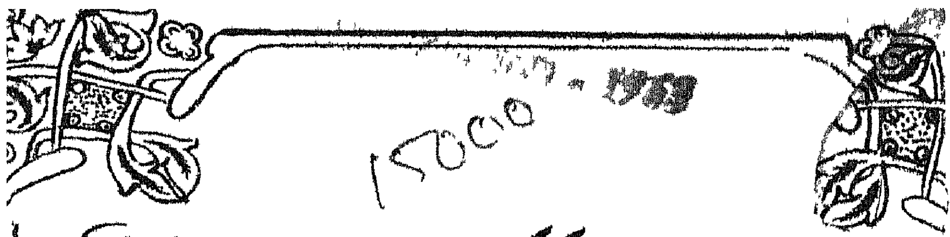


من يهدي الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

رساله مسماة به

نهاية السعادة



بداية الهداية



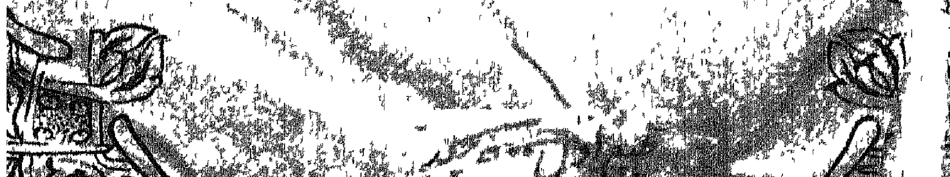
حضرت حجة الاسلام امام غزالی

مترجمه

... صاحب منتظم کمیشن قرضه علاقه سرکار نظام

در سنه ۱۳۰۹ ہجری

مطبع محبوب شاهی واقع حیدرآباد دکن میں طبع هو





الحمد للہ حق حمدہ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم
وآلہ واصحابہ من بعدہ بعد حمد وصلوۃ کے گزارش ہے کہ
رسالہ بدایۃ الہدایۃ تصنیف حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی
اس عاجز کے نظر سے گذرا اوسکے مضامین اقا
بے اختیار جی چاہا کہ اوسکا ترجمہ بغرض افادہ و نفع عام
اس رسالہ کے دو حصہ ہین پہلا حصہ عبادات سے متعلق
دوسرا حصہ اخلاق سے ۔ عبادات مین جسقدر مسائل بیان
وہ سب مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہین۔ اس
شافعیون کیلئے یہ ترجمہ بہت ہی سودمند ہوگا۔ اور

کے پیروی کرنیوالونکے واسطے بھی یہہ رسالہ اسواسطے کارآمد ہے کہ اسمین اکثر وہ ادعیہ مندرج ہین جو خاص جناب رسالت مآب صلعم سے ماثور ہین۔ دوسرا حصہ تو عام مضامین اخلاق سے متعلق ہی جو عموماً مفید ہی اور یہہ حصہ جسقدر دلچسپ ہی اور باوجود اختصار کے کیسے کیسے سود مند ابواب کا اوسمین ذکر ہی اسکا امتیاز ذوق سلیم خود کر سکتا ہی۔ ترجمہ مین نفس مضمون کا زیادہ تر خیال رکھا گیا ہی محض لفظی ترجمہ کا چندان لحاظ نہین کیا گیا۔ اسواسطے کہ لفظی ترجمہ مین اکثر تعقیدات واقع ہو جاتے ہین جو عام طلباء کے لئے مفید نہین ہی۔ اور بعض جگہہ مراقی العبودیۃ (شرح اصل کے) کے مضامین بھی مناسبت مقام کے لحاظ سے کچھ کچھ بڑہا دئے گئے ہین فقط

غلام احمد

آغاز کتاب

جو شخص کہ استحصال علم کا حریص اور آرزومند ہی۔ اوسکو پہلے ہی اسبات کا فیصلہ کرلینا چاہئے کہ تحصیل علم سے اوسکا مقصود کیا ہی۔ اگر صرف ابنای جنس مین فخر ومباہات اور امتیاز وخصوصیت کا حاصل کرنا ہی۔ یا جر متاع دنیوی پیش نظر ہی۔ تو اوسکو یقیناً سمجہہ لینا چاہئے کہ وہ خود

آپ اپنے ہلاک نفس اور تخریب دین کے کوشش مین ہی۔ اور یہہ چاہتا ہی کہ عمدہ متاع دین کو فضول نمود دنیوی کے معاوضہ مین بیچڈالے پس اس قسم کا معاملہ بے سود ہی۔ اور ایسی تجارت بیفایدہ۔ بلکہ اس قسم کی تعلیم کا وبال معلمین پر بھی ہے کہ اونکی ایسی تعلیم جو منجر بہ فساد ہوا ونکو بھی اس خسارت مین شریک حال کر دیتی ہی۔ ایسے معلمین کی مثال اوس شخص کی سی ہی جو رہزنون کے ہاتھہ ہتیار بیچے۔ چنانچہ جناب سالتمآب صلعم ارشاد فرماتے ہین مَنْ اَعَانَ عَلٰی مَعْصِیَةٍ وَلَوْ بِشَطْرِ کَلِمَةٍ کَانَ شَرِیْکًا لَہٗ یعنے جو شخص کہ معصیت پر تائید کرے اگرچہ ایک جزو لفظ کے ساتھہ بھی ہو تو وہ اوسکا شریک ہی۔ اور اگر تحصیل علم سے یہہ نیت ہو کہ جہل نفسانی دور ہو جاوے۔ جہال کی تعلیم و تربیت کیجاوے احیاے دین اور بقاے اسلام مین کوشش کرے۔ جھوٹے نام و نمود کا خیال نہو۔ الحاصل یہہ خواہش ہو کہ سارا سامان اپنے پروردگار کے رضامندی کا فراہم کرے تو ایسے نیک نیتی کے نتایج کا کیا کہنا اوسکی فضایل یہانتک مروی ہین کہ جب ایسا شخص تحصیل علم کیلئے چلتا ہی تو ملائکہ اوسکے پیر کے نیچے اپنے پرون کو بچھا دیتے ہین۔

اور جب تک وہ اس شغل مین مصروف رہتا ہی دریا کے مچھلیان تک اوسکے حق مین دعاے مغفرت کرتے رہتے ہین - بہر حال سب سے پہلے اسبات کا جاننا ضرور ہی کہ ہدایت جو ثمرۂ علم ہی اوسکی ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا اور ایک ظاہر ہی اور ایک باطن اوسکی انتہا تک پہونچنا بغیر اوسکے ابتدا کے استحکام کے محال ہی اور اوسکے باطن کا حال معلوم کرنا بدون واقفیت اوسکے ظاہر کے دشوار ہی - اسلئے ہم یہان ہدایت کے ابتدائی امور کو ذکر کرتے ہین تاکہ ہر شخص اون کے ساتھ اپنے نفس کی آزمایش اور قلب کا امتحان کرے - اگر کوئی شخص اپنے دل مین ہدایت کے حاصل کرنیکا سچا میلان دیکھے - اور نفس مین اسکے حاصل کرنے کی قابلیت پاوے تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ اوس مین مدارج نہایات کمالات کے حصول کی بھی صلاحیت موجود ہی اور وہ علوم اسرار لدنی سے بھی حظ وافر حاصل کرسکیگا اگر برخلاف اسکے نفس مین تجاہل وتساہل پایا جاوے اور بہ اقتضاے ہدایت عمل کرنے مین لیت ولعل ہو تو سمجھہ لے کہ نفس امارہ اوسپر اپنا عمل کیا چاہتا ہی اور شیطان اسبات کے درپے ہی کہ اوسکو اپنا مطیع ومنقاد بنا لے تاکہ اپنے مکر وفریب سے قعر ہلاک مین جھونک دیوے اور بعوض حصول سعادت کے شرو

فساد مین مبتلا کردے - یہی نہین بلکہ اون لوگون مین شمار ہو جاتے جنکے
اعمال بدترین اعمال ہین - اور جنکی سعی و کوشش دنیا مین ضایع گئی ہو اور
اپنی کج فہمی سے یہہ سمجھے ہوے ہین کہ ہم نیک کام کر رہے ہین - ایسے
لوگون کے بہکانے کیلئے اگرچہ شیطان فضیلت علم اور مراتب علما کو بھی ظاہر
کرتا ہے - اور جو کچھ فضایل کا ذکر اخبار و احادیث مین آیا ہو اوسکو سناتا ہے
مگر باوجود اسکے اس مضمون حدیث کے سمجھنے سے اونکو غافل رکھتا ہے کہ
مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَلَمْ یَزْدُدْ هُدًی لَمْ یَزْدُدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا
یعنے گو کسی نے بہت کچھ علم بھی حاصل کیا ہو لیکن اوسپر ہدایت کا پرتو نہ پڑا
ہو تو اللہ سے سوا دوری کے اور کوئی چیز حاصل نہین ہی - اور نیز
وہ شخص اس مضمون سے نابلد ہی کہ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ
عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ سخت تر عذاب قیامت کے دن اوس عالم
پر ہوگا کہ جسکو علم سے فایدہ نہ پہنچے اور وہ جناب رسالتمآب صلعم کے
اس دعا[۵] سے عبرت انگیز سے بھی ناواقف ہی جو آپ اکثر بارگاہ قدس مین
کیا کرتے تھے کہ ای پروردگار پناہ چاہتا ہون مین ایسے علم سے جو نفع نہ دے

۵ اصل دعا یہ ہے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَعَمَلٍ لَا یُرْفَعُ وَدُعَاءٍ

اور اوس دل سے کہ جسمین تیر اڈر نہ ہو۔ اور ایسے عمل سے کہ جو مدارج عالی پر نہ پہنچا سکے۔ اور اوس دعا سے جو مقبول نہو۔ اور نیز فرماتے ہین کہ مین نے معراج کی شب ایک ایسی جماعت دیکھی کہ جنکے ہونٹ مقراض نار جہنم سے کٹے ہوئے تھے مین نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو تو اونہون نے کہا کہ ہم وہ لوگ ہین جو دوسرون کو نیکی کی ہدایت کرتے رہے مگر خود اوس سے غافل تھے۔ اور دونکو شر سے پرہیز کرنیکا حکم کرتے تھے حالانکہ ہم خود اوس مین مبتلا تھے۔ جبکہ علما کی بوجہہ ترک عمل ایسی دردانگیز حالت ہی تو جہلا کا خدا ہی حافظ ہی۔ پس انسانکو مواخذہ الٰہی سے بچنے کے لئے جو کچھہ حفاظت کرنی ہی وہ ظاہر ہی۔ یہانتک تو حصول علم کی ضرورت کا ذکر تھا۔ اب مقاصد علم کا حال سُنئے کہ بعض تو صرف حصول رضاے الٰہی اور مراتب اخروی کے لحاظ سے تحصیل علم کرتے ہین جنکا شمار زمرۂ فائزین مین ہے اور بعضون کو دنیوی وجاہت وجاہ کا خیال حصول علم کے طرف مائل کرتا ہی تاکہ وہ اپنی زندگی کو عمدہ حالت مین بسر کرین جب ایسی نیت ہوجاتی ہی تو ایک قسم کی رکاکت اور خست مقصود سے متعلق ہوجاتی ہی جس سے ایسے گروہ کی حالت خطرناک ہوجاتی ہی۔ کیونکہ اگر قبل توبہ کے اجل نے

تعجیل کی تو سوء خاتمہ کا خوف ہی اور ان لوگون کے لئے یہہ بات بھی مشیت
ایزدی سے متعلق ہی کہ فایز بہ توبہ ہون۔ اور اعمال نیک کے اختیار
کرنے سے تلافی مافات ہو جاسُے اور بمصداق اَلتَّایِبُ مِنَ الذَّنْبِ
کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ وہ بھی فایزین مین محسوب ہو جائین۔ تیسرے درجہ
مین وہ لوگ ہین کہ جنہون سے ظاہر و باطن مین بالکل اغراض نفسانی کی پابندی
کی ہی اور علم کو محض ذریعہ حصول وجاہت اور تفاخر دنیوی کا خیال کیا ہی
اور باوجود اسکے جو علماء کی ہیئت اور لباس اور گفتگو مین اونکے رسوم
اختیار کئے ہوسے ہین تو یہہ سمجھتے ہین کہ بارگاہ اقدس مین بھی مرتبت
حاصل ہی۔ درحقیقت یہہ لوگ ہالکین سے ہین اس لئے کہ اونکا یہہ خیال
ایسا ہی کہ ہم فائزین سے ہین اونکو توبہ کرنے سے بھی محروم رکھتا ہی
اور وہ اس آیۂ کریمہ سے بھی غافل ہین کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُوْلُوْنَ
مَالَا تَفْعَلُوْنَ اے ایمان والو ایسی باتین کیون کرتے ہو کہ جسپر
تمہارا عمل نہین ہی اور انہین لوگون کے مناسب حال جناب رسالتمآب صلعم
ارشاد فرماتے ہین اَنَا مِنْ غَیْرِ الدَّجَّالِ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ فَقِیْلَ وَمَا هُوَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عُلَمَاءُ السُّوْءِ یعنے مجھے دجال کے سوا بھی

اور لوگون سے تمکو مضرت پہنچنے کا زیادہ تر خوف ہی تو صحابہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کے سوا اور کس سے مضرت کا
اندیشہ ہی تو آپ نے فرمایا کہ عالمان بے عمل سے یعنے وہ جو صرف
براے نام عالم کہلاتے ہین جنکا علم زبان ہی پر ہی اور دل نور علم
سے منور نہین ہی یہہ بھی منافقین مین سے ہین جنھون نے علم کو
محض حرفہ کے طور پر حاصل کیا ہی اونکی غرض فقط دنیا حاصل کرنا ہی
کیونکہ دجال کا کام تو صرف گمراہ کرنا ہی اور یہہ علما گو زبان سے دنیا
کے برائیان سنا کر لوگون کے دل کو اوس سے پہراتے ہین مگر
زبان حال و اعمال سے اوسمین پہنسنے کی ترغیب دلاتے ہین -
اور یہہ ظاہر ہی کہ بہ نسبت اقوال کے افعال کو طبیعت مین زیادہ تر
اثر ہی خاص کر جہال کو امور دنیا کے جانب جو میلان ہو جاتا ہی
وہ ایسے ہی علما کے جرارت دلانے سے ہی - پس باوجود اسکے
کہ انکا علم باعث گمراہی عوام الناس ہی کبھی تو یہہ حصول جنت کی تمنا
مین مبتلا ہین - اور کبھی جمع مال کی آرزو انکی دامنگیر ہی - اور کبھی
بلحاظ علمیت اس خبط مین بھی مبتلا ہین کہ ہم اکثر بندگان خدا سے

متشخص و ممتاز ہین۔ لہذا انسان کو چاہئیے کہ حتی الامکان فریق ثانی (مخاطرین) سے پر حذر رہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ توبہ کرنے مین جلدی نہین کرتے اور تعجیل اجل کیوجہ سے اپنی عاقبت بگاڑ لیتے ہین اور فریق ثالث (ہالکین) مین ہو جانے سے تو بہت ہی احتراز کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے سوا سے ہلاکت کے مطلقاً نجات کی توقع ہی نہین ہے۔ بہر حال اب ہم اصل مقصود کے طرف رجوع کرتے ہین یعنے بیان کرتے ہین کہ ہدایت ہدایت کیا ہے تاکہ ہر شخص اوسکو سمجھے اور اوسکا تجربہ کرے۔ ہدایت ہدایۃ ظاہری تقوی ہے اور ہدایت ہدایۃ باطنی تقوی۔ بہر حال سرمایۂ نجات انسان تقوی ہے۔ اور جو لوگ صفت تقوی سے متصف ہین وہی فایزین سے ہین۔ تقوی امتثال اوامر الٰہی اور اجتناب مناہی کو کہتے ہین پس امتثال و اجتناب کو ظاہری تقوی سے جہانتک تعلق ہے یعنے اداب طاعات اور اداب ترک معاصی اسکا ذکر بطور اختصار کے کیا جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی اداب صحبت کا ذکر بھی مناسب ہے تاکہ یہہ کتاب جملہ مطالب ضروری کی جامع ہو جاوے۔

قسم اول ابواب طاعات

اوامر الٰہی کے دو قسم ہین فرایض اور نوافل فرایض بمنزلہ راس المال اور اصل تجارۃ کے ہی اور اسیکے ذریعہ سے انسان مہلکات سے نجات پاسکتا ہی اور نفل قایم مقام نفع کے ہی اور وہی مدارج اعلیٰ پر پہونچنے کا ذریعہ ہی چنانچہ حدیث قدسی مین وارد ہی قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ الْمُتَقَرِّبُوْنَ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِمْ وَلَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِہَا حضرت رسالت مآب فرماتے ہین کہ جناب باری عظم شانہٗ سے یہہ ارشاد ہوتا ہی کہ مقربین بارگاہ قدس نے میرا تقرب اون احکام کے ادا کرنے سے نہین حاصل کیا ہی جو اونپر فرض کردئے گئے ہین بلکہ ہمیشہ بندہ کا تقرب اداے نوافل سے زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ مین اوسکو دوست رکہتا ہون اور جبتک مین اوسکو دوست رکہتا ہون تب مین خود اوسکے کان ہوجاتا ہون کہ جسکے ذریعہ سے وہ سنتا ہی اور اوسکے آنکہہ ہوجاتا ہون

جسکے ذریعہ سے وہ دیکھتا ہی۔ اوسکی زبان بنجاتا ہون جس سے وہ
گفتگو کرتا ہی اوسکا ہاتھہ ہوجاتا ہون جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہی اور
اوس کے پیر بنجاتا ہون جس کے وسیلے سے وہ چلتا پھرتا ہی اس درجہ
تقرب کے حاصل کرنے کیلئے یہہ بھی شرط ہی کہ قلب وجوارح سے اوامر
الٰہی کے حفظان کی پابندی از صبح تا شام رہے کیونکہ خداوند عالم ظاہر و
باطن کے حالات سے واقف ہی تمامی خطرات اور حرکات و سکنات پر
اوسکا علم محیط ہی حالات خلوت و جلوت سب اوسپر کھلے ہوے ہین ہر ذرہ
کے سکون و حرکت پر وہ مطلع ہی خیانت چشم اور مخفیات صدور کو وہ جانتا
ہی کوئی بھید اوسپر پوشیدہ نہین ہی لہذا چاہئے کہ اجتناب معاصی اور
حصول اداب طاعات مین کوشش لگی رہے جو ذریعہ حصول تقرب بارگاہ
ایزدی کا ہی لیکن اسباب کا حاصل کرنا بغیر تقسیم اوقات اور دوام اوراد و
وظایف کے محال ہی یعنے وقت بیداری سے وقت استراحت تک
اوامر الٰہی کا پابند رہنا لازمی ہی۔

آداب استیقاظ یعنی بیداری

علے الصباح سونے سے اوٹھنے کی عادت کرنی چاہئے اور پہلی چیز

چیز دل میں خطور کرے یا زبان سے نکلے وہ اپنے پروردگار کا ذکر
ہو اس لئے یہہ دعا پڑہا کرے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا
وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْعَظْمَۃُ وَالسُّلْطَانُ لِلّٰہِ
وَالْعِزَّۃُ وَالْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ
وَعَلٰی کَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ
وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ اَنْ تَبْعَثَنَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ
اِلٰی کُلِّ خَیْرٍ وَنَعُوْذُ بِکَ اَنْ نَجْتَرِحَ فِیْہِ سُوْءًا اَوْ نَجُرَّہٗ اِلٰی
مُسْلِمٍ اَوْ یَجُرَّہٗ اَحَدٌ اِلَیْنَا نَسْأَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ
مَا فِیْہِ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا فِیْہِ لباس
پہننے کے وقت بہی خدا کے احکام کا یعنے ستر عورت کا خیال رہے
کیونکہ جو لباس لوگون کے دکہلانیکے غرض سے پہنا جاتا ہی وہ خسر انکا باعث ہے

آداب دخول بیت الخلا

بیت الخلا مین داخل ہونے کے وقت بایان پاؤن پہلے رکھے اور

۱۳

واپسی کے وقت سیدھا پاؤن - برہنہ سر ننگے پاؤن بیت الخلا مین
نجانا چاہیے اور ساتھہ کوئی ایسی چیز نہونی چاہیئے کہ جسپر خدا یا
اوسکے رسول کا نام لکھا ہوا ہو بیت الخلا مین جانیکے وقت یہہ دعا
پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ اور واپس نکلنے کے وقت پڑہے غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ قضاے حاجت
کے وقت کلوخ موجود رکھے قضاے حاجت کے جگھہ پانی سے
استنجا نکرے اور پیشاب کے بعد کھنکارے اور تین دفعہ عضو تناسل
کو سونت دے اور اوسکے نیچے بایان ہاتھہ پہیرے کہ جس سے
قطرات باقیماندہ خارج ہو جائین اگر جنگل مین قضاے حاجت
کی ضرورت ہو تو ایسی جگھہ اختیار کرے کہ لوگون کی آمد و رفت
نہو اور اگر ایسا ممکن نہو تو کسی چیز کی آڑ کرلے قضاے حاجت کو
بیٹھنے سے پہلے برہنہ نہو چاند اور سورج کے محاذی نہ بیٹھے قبلہ
کے جانب رو و پشت نکرے مجمع سے پرہیز کرے آب غیر جاری
مین پیشاب نکرے ثمردار درختون کے نیچے نہ بیٹھے پتھر اور سخت

زمین اور ہوا کے رخ پر پیشاب نکرے کہ چھینٹین نہ اوڑین اسکے متعلق یہہ حدیث وارد ہی کہ اِنَّ عَامَّۃَ عَذَابُ الْقَبْرِ مِنْہُ اور جب قضاے حاجت کے لئے بیٹھے تو بائین پیر کے جانب ذرا جھکا رہے کھڑے ہوکر پیشاب نکرے مگر بضرورت استنجا پہلے کلوخ سے اور پہر پانی سے افضل ہے اگر اقتصار مقصود ہو تو صرف پانی پر کفایت کرے۔ اگر کلوخ پر اقتصار مقصود ہو تو تین پتہر پاک ہون بول اور نجاست کو اس ترکیب سے پاک کرے کہ نجاست منتقل نہو قضیب کو بڑے پتہر پر تین مختلف جگہہ چھوانے سے بھی طہارت حاصل ہوتی ہی اگر تین پتہر کافی نہو تو پانچ سات یا طاق عدد جو کچھ ہوسکے لے سکتے ہین کیونکہ عدد طاق مستحب ہی استنجا بائین ہاتہہ سے کرین اور بعد طہارت کے اس دعا کو پڑہے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ بعد طہارت کے ہاتہہ کو زمین یا دیوار پر رگڑکر پانی سے دہو ڈالنا چاہیے

اداب وضو

قبل از وضو مسواک کرین کہ منہہ پاک ہوتا ہی یہہ فعل پسندیدہ خدا ہی شیطان

اوس سے بہاگ جاتا ہے ایک وقت مسواک کے ساتھ نماز ادا کرنا

بلا مسواک کے ستر نماز سے افضل ہے چنانچہ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى

اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ جناب رسالت مآب فرماتے ہین

کہ اگر دشوار نہوتا میری امت پر تو حکم کرتا مین کہ ہر نماز کیلئے مسواک کرین

وَعَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ

عَلَيَّ اور نیز ارشاد ہوتا ہے کہ مجھے خداوند عالم کا حکم خاص کر مسواک کے بارہ

مین اس تاکید کے ساتھ ہوا ہے کہ مجھکو خوف تھا کہ کہین فرض نہو جاے

وضو کے وقت قبلہ کے طرف متوجہ ہو کر بلند جگہ بیٹھے تاکہ چھینٹین نہ اوڑین

ہاتھ دھونیکے قبل اس دعا کو پڑہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ پہر ہاتھ تین مرتبہ دہووے اور کہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ

رفع حدث یا استباحت صلوۃ کی نیت کرے مگر نیت منہہ دہونے کے

قبل کرنی چاہئے پہر تین مرتبہ مضمضہ کرے پانی راس حلقوم تک پہنچایا جاوے

بشرطیکہ روزہ دار نہو کیونکہ روزہ کی حالت مین اسقدر مبالغہ سے قطائ

کا خوف ہو اور یہہ دعا پڑہے اَللّٰہُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ کِتَابِكَ وَکَثْرَةِ الذِّکْرِ
لَكَ وَثَبِّتْنِیْ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ اور پہر تین مرتبہ
ناک مین پانی لیوے اور جو کچھہ رطوبت ناک مین ہو اوسکو پاک کرے اور جب
ناک مین پانی لیوے تو اس دعا کو پڑہے اَللّٰہُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ
وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ اور جب بینی پاک کرے تو اس دعا کو پڑہے اَللّٰہُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَوَائِحِ النَّارِ وَسُوْءِ الدَّارِ پہر ایسطرح منہہ کو پیشانی
سے ٹہوڑی تک طول مین اور عرض مین ایک کان سے دوسری کان تک
دہونا چاہیئے تاکہ جہان کہین چہرہ پر بال ہون جیسے ابرو وغیرہ خوب تر
ہوجائین۔ اور عورات کو پیشانی کی ابتدا مانگ کے قریب سے خیال کرنا چاہیئے
اگر ریش کم ہو تو بالون کے تہ مین پانی پہونچانا واجب ہو گنجان ہو تو
انگلیون سے خلال کیا جاوے منہہ دہونے کے وقت یہہ دعا پڑہے
اَللّٰہُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ بِنُوْرِكَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِیَائِكَ وَلَا تُسَوِّدْ
وَجْهِیْ بِظُلُمَاتِكَ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَعْدَائِكَ پہر دونون ہاتہہ بعادت
معروف کہنی تک دہووین بہ ترتیب یعنی پہلے دہنا اور پہر بایان اور
دہنا ہاتہہ دہونے کیوقت یہہ دعا پڑہے۔ اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ

وحاسبنی حسابا یسیرا بایان ہاتہہ دہونے کے وقت یہہ پڑہے
اللھم انی اعوذ بک ان تعطینی کتابی بشمالی یا شمالی کے جگہہ
ورآء ظھری پڑہے پہر مسح سر بالاستیعاب بطریق معلوم کرے اور اوسوقت
یہہ دعا پڑہے اللھم غشنی برحمتک وانزل علی من برکاتک واظلنی
تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظلک اللھم حرم شعری وبشری
علی النار پہر تازہ پانی لیکر کانون کا مسح کرے باینطور کہ اندر اور باہر
سب تر ہوجاوے اور انگشت ہای شہادت سے کانون کے اندر مسح کرے
بیرونی جہت کا مسح سر انگشت سے کیا جاوے اور اسوقت یہہ پڑہے
اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول ویتبعون احسنه اللھم
اسمعنی منادی الجنة فی الجنة مع الابرار پہر گردن کا مسح بطریق
معمول کیا جاوے اور اوسوقت یہہ دعا پڑہے اللھم فک رقبتی من النار
واعوذ بک من السلاسل والاغلال پہر دونون پانون ٹخنون تک دہووے
اور انگلیون کا خلال باینطور کرے کہ پہلے بائین ہاتہہ کے چہوٹی انگلی سے
سیدہے پانون کے انگلیون مین خلال کرے مگر ابتدا سیدہے پانون
کے چہوٹی انگلی سے کیجاوے اور پہر علی الترتیب خلال کرتے ہوے

۵۱ اے خدا پناہ چاہتا ہون مین کہ دیا جاوے مجھکو بائین ہاتہہ مین اعمالنامہ ۱۲

۵۲ اے پروردگار ڈہانپ لے مجھکو تیری رحمت مین اور نازل کر مجھپر تیرے برکتون کو اور قیامت کے دن [illegible] سایہ کے نیچے جگہہ دے [illegible] سایہ [illegible]

[illegible]

۵۳ [illegible]

۵۴ اے خدا مجہکو دوزخ سے بچا۔ اور پناہ مانگتا ہون مین طوق و زنجیر سے ۱۲

بائین پانون کے خنصر پر ختم کرے۔ انگشت خلال کو نیچے کی طرف سے
انگلیون کے بیچ مین پہونچاوے سیدہا پانون دہونے کے وقت یہہ
دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ مَعَ اَقْدَامِ عِبَادِكَ
الصَّالِحِيْنَ بایان پانون دہوتے وقت یہہ پڑہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ
اَنْ تَزِلَّ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ فِي النَّارِ يَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِيْنَ
وَالْمُشْرِكِيْنَ پانون کے دہونے مین احتیاط یہہ ہے کہ نصف ساق
تک ہو۔ بہرحال ہر ہر عضو پر تین تین مرتبہ پانی پہنچایا جاوے۔ اور
جب وضو سے فراغت ہو تو آسمان کیطرف متوجہ ہوکر یہہ دعا پڑہے
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ۔ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ
اِلَيْكَ فَاغْفِرْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ
وَاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ اَذْكُرُكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّاُسَبِّحُكَ
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ وضو مین ان دعاؤن کے پڑہنے سے کل خطیات

مہربان ہے اے اللہ
گناہ کو ترک کرنے والون
مین مجہکو شامل کردے اور
پاک لوگون مین ملادے
بہت سے پرہیزگار بندون
مین میرا شمار ہوجاوے مجہکو
صابر و شاکر بنا۔ اور توفیق
دے کہ مجہکو تیری یاد زیادہ
کرون اور تسبیح کرون تیری
صبح اور شام ۱۲

متعلقہ اعضا معاف ہو جاتے ہین وضو پر مہر ہو جاتی ہی۔ اور عرش کے
نیچے جگہہ بیجاتی ہی کہ ہمیشہ وہ تسبیح و تقدیس مین مصروف رہے ایسے
وضو کا ثواب قیامت تک لکہا جاتا ہی۔ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو شخص
وضو کیوقت ادعیہ مذکورہ پڑہے اوسکا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے ورنہ
صرف اوسیقدر پاک ہو گا جہان پانی پہونچا ہو۔ **فرائض وضو یہہ ہین**
منہہ اور ہاتون کو کہنیون تک دہونا۔ مسح سر کرنا۔ پانون ٹخنون تک دہونا
نیت۔ ترتیب وضو مین سات چیزون سے احتراز چاہئے (۱) ہاتہون
کو نہ جہٹکائین کہ پانی دور ہو جاوے۔ (۲) منہہ دہونے اور مسح سر
کیلئے تہوڑا تہوڑا پانی لیکر نہ کہیلتے رہین۔ بلکہ ایک بار دونون ہاتھ
سے پانی لیکر منہہ بہی دہوے اور مسح بہی کرے (۳) وضو کے
وقت گفتگو نہ کرے (۴) کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ
نہ دہویا جاے (۵) حاجت سے زاید پانی صرف نکرے۔ اکثر بوجہ
وسواس ایسا کیا جاتا ہی مگر اوس سے احتراز لازم ہی کہ اہل وسواس کا
شیطان مضحکہ کرتا ہی۔ اور اس مضحکہ کنندہ شیطان کا نام ولہان ہی

٭ ابلیس کے نو لڑکے ہین ہر ایک کا نام اور عمل حسب ذیل ہی (صفحہ ۲۱ دیکہو)

(۶) جو پانی کہ تابش آفتاب سے گرم ہوا وس سے وضو نہ کرے (۷) کالے کے ظرف سے بھی وضو نکرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) ۱ **خنزب** وسوسہ اندازِ نماز

۲ **ولہان** مخل طہارۃ

۳ **زلنبور** زا مفتوحہ اور لام مشددہ سے۔ بیع و شرا مین برائی پیدا کرنے والا جیسے بازار مین کم جھوٹی قسم کہانا کیل و میزان کا تفرقہ وغیرہ ان سب ابواب کا یہی محرک ہے۔

۴ **اعور** ترغیب دہندۂ زنا۔

۵ **وسنان** بواو مفتوحہ و سین مہملہ ساکنہ۔ نیند کا غلبہ اور نماز مین سستی اوسکی ترغیب سے ہے۔

۶ **شرنفوفیہ** دربستہ مصیبتون اور لڑائیون مین مبتلا کرنے والا شیطان۔

۷ **داسم** بدال و سین مہملتین۔ زن و شوہر مین جھگڑا ڈالنے والا۔

۸ **مطو** میم مفتوحہ اور طاء مہملہ سے۔ محرک کذب۔

۹ **ابیض** یہ انبیا اور اولیا کے خدمت مین رہتا ہے۔ انبیا اس سے محفوظ ہین اولیا اس سے بچنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہین۔ اگر اللہ نے بچایا تو خیر وگرنہ وہ بھی آفت مین مبتلا ہو جاتے ہین۔

آداب غسل

اگر احتلام وجماع سے آدمی مجنب ہو تو غسل کرے آداب غسل یہہ ہین ۔ پہلے دونون ہاتہہ کو تین بار دہو ڈالے ۔ نجاست بدن سے دور کرے اور وضو کرے مگر پانون نہانے کے بعد دہوے ۔ اسوجہ سے کہ (پانون دہوکر پہر اوسکا زمین پر رکہنا) پانی کا ضایع کرنا ہی ۔ جب وضو سے فراغت ہو سر پر تین بار پانی ڈالے اور رفع حدث جنابت کی نیت کیا ہوا ہو پہر سیدہے مونڈہے پر تین بار ۔ اور بائین مونڈہے پر بہی تین بار ۔ اور بدن آگے اور پیچہے سے تین تین بار ملے ۔ اور سر اور داڑہی کے بالون مین خلال کرے اور بدن کے سلوٹون مین اور بالون کی جڑون مین عام اس سے کہ وہ گہنے ہون یا تہوڑے پانی پہونچادے ۔ وضو کے بعد اپنے ذکر کو چہونے سے احتراز کرے کیونکہ اس سے وضو کا اعادہ لازم ہوتا ہی ۔ فرایض غسل یہہ ہین نیت ۔ ازالۂ نجاست ۔ کامل جسم کا ترکرنا ۔

آداب تیمم

اگر پانی دہونڈنے سے بہی میسر نہ آوے یا بیماری یا درندہ جانور یا حبس کا ڈر ہو یا پانی اسقدر ہو کہ صرف تشنگی کے لئے کافی ہو (تشنگی خود کو یا کسی رفیق کو)

یا پانی بہ قیمت معمولی نہ ملے یا ایسا زخم ہو کہ پانی کے استعمال سے نسا د عضو کا خوف ہو۔ تو ان سب صورتون مین اوسوقت تیمم جائز ہے۔ جسوقت کہ فرض نماز کا وقت آئے۔ تیمم کیلئے چاہئے کہ ایسی زمین دیکھے جسپر پاک اور خالص و نرم مٹی ہو اور اوسپر اپنے دونو ہاتھون کے انگلیان جوڑ کر ہتھڑ مارے اور فرض نماز مباح ہونے کی نیت کرلے۔ اور اونکو اپنے تمام چہرہ پر پھیر دے۔ تیار کر بالون کے نیچے پہونچانے مین خواہ وہ تھوڑے ہون یا بہت وقت نہ اوٹھائے۔ پھر انگلی مین اگر انگوٹھی ہو تو نکالدے اور انگلیان کھلی رکھکر دوسری ضرب مارے اور ہاتھونکا مسح کہنیون تک کرے اگر ایک ضرب کافی نہو تو دوسری ضرب مارے تاکہ کامل مسح ہوجائے پھر ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملے اور انگلیون کے درمیان خلال کرے ایک تیمم سے ایکوقت کی فرض نماز اور نوافل جتنے چاہین پڑھ سکتے ہین دوسرے فرض نماز کے لئے جدید تیمم چاہئے۔

آداب روانگی مسجد

جب طہارت سے فارغ ہوچکے اگر صبح ہوگئی ہو تو صبح کے دو رکعت نماز سنت مکان مین پڑھ لے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے

پہر مسجد کو جاوے جماعت کو ترک نکرے خصوصاً نماز صبح مین کیونکہ تنہا نماز سے جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہے مسجد کو جاسے تو جلد جلد نہ چلے وقار اور آہستگی کے ساتھہ جاسے اور راستہ مین یہہ دعا پڑھے لہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ الرَّاغِبِیْنَ اِلَیْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا اِلَیْكَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً بَلْ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْأَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ـ

آداب دخول مسجد

مسجد مین داخل ہونے کے وقت سیدھا پانون بڑھاوے اور یہہ دعا پڑھے لہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ـ مسجد مین بیع و شرا منع ہے اور گم شدہ چیز کی تلاش بھی ـ اگر کوئی ان باتون مین مشغول ہو تو کہے خدا تیرے معاملہ مین برکت دیوے اور نہ تمہاری گمشدہ چیز تمہین ملے حدیث مین یون ہی وارد ہے ـ کیونکہ مسجد عبادت کیلئے

لہ یا اللہ چاہتا ہون مین تجھ سے بطفیل اون لوگون کے جو تجھ سے سوال کرتے ہین اور تیری طرف رغبت رکھتے ہین اور بوسیلہ اس میری رفتار کے کہ جو تیری طرف ہے بیشک نہین نکلا مین بوجہ سرکشی کے اور نہ بسبب غرور کے اور نہ ریا کو دکھلانے کو اور نہ شہرت کیلئے بلکہ نکلا مین تیرے عذاب سے بچنے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پس مین

پھر نہ ایسے ابواب کے لئے مسجد مین داخل ہونے کے بعد بغیر دو رکعت
مستحب پڑہنے کے نہ بیٹھے اگر طہارت نہو یا تحیۃ مسجد کے پڑھنے کا
ارادہ نہو تو تین مرتبہ دعاء باقیات الصالحات یعنے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (اور بعض اسکے بعد وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی زیادہ کرتے ہین) پڑہے اور بعض کہتے ہین
کہ چار بار اور بعضون کا قول ہی کہ بے وضو تین بار پڑہے اور وضو
ہو تو صرف ایکبار اور اگر سنت دو رکعتین گھر پر نہ پڑہی ہون تو ادہین
دو رکعتون کا پڑھ لینا تحیۃ المسجد کے لئے بھی کافی ہے جب یہہ دو رکعت
پڑھ لے تو پھر اعتکاف کی نیت کرے اور یہہ دعا جو جناب رسالتمآب صلعم
پڑہا کرتے تھے پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِکَ
تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا شَمْلِیْ وَتَلُمُّ بِھَا شَعْثِیْ وَتَرُدُّ بِھَا
اُلْفَتِیْ وَتُصْلِحُ بِھَا دِیْنِیْ وَتَحْفَظُ بِھَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِھَا شَاھِدِیْ
وَتُزَکِّیْ بِھَا عَمَلِیْ وَتُبَیِّضُ بِھَا وَجْھِیْ وَتُلْھِمُنِیْ بِھَا رُشْدِیْ
وَتَقْضِیْ لِیْ بِھَا حَاجَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِھَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا خَالِصًا دَائِمًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا

حتى اعلم انه لن يصيبني الا ما كتبته علي ورضني
بما قسمته لي اللهم اني اسألك ايمانا صادقا ويقينا
ليس بعده كفر واسألك رحمة انال بها شرف كرامتك
في الدنيا والآخرة. اللهم اني اسألك الفوز
عند اللقاء والصبر عند القضاء ومنازل الشهداء
وعيش السعداء والنصر على الاعداء ومرافقة
الانبياء اللهم اني انزل بك حاجتي وان ضعف
رأيي وقصر عملي وافتقرت الى رحمتك فاسألك
يا قاضي الامور ويا شافي الصدور كما تجير بين
البحور ان تجيرني من عذاب السعير ومن فتنة
القبور ومن دعوة الثبور. اللهم ما قصر عنه
رأيي وضعف عنه عملي ولم تبلغه نيتي وامنيتي
من خير وعدته احدا من عبادك او خير انت
معطيه احدا من خلقك فاني ارغب اليك فيه
واسألك اياه يا رب العالمين اللهم اجعلنا هادين

مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ حَرْبًا لِاَعْدَائِكَ
سِلْمًا لِاَوْلِيَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ النَّاسَ وَنُعَادِيْ
بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ
وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ
وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ
وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْاَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ
وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ لَكَ بِالْعُهُوْدِ اِنَّكَ رَحِيْمٌ
وَدُوْدٌ وَّاَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ سُبْحَانَ مَنْ تَعَطَّفَ
بِالْعِزِّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ
بِهٖ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ
وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِيْ
اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ بِعِلْمِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَنُوْرًا
فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ

وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ وَنُوْرًا مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس کے بعد فرض نماز کے پڑھنے تک ذکر اور تسبیح اور قرات مین مشغول رہے اس اثنا مین جب موذن اذان شروع کرے تو اوسکا جواب دے یعنے اگر وہ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو آپ بھی اللہ اکبر کہے اسی طرح ہر ایک کلمہ مگر حیعلتین مین یعنے جب وہ کہے حیّ علے الصلوۃ وحی علی الفلاح تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہے اور بجواب اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ کہے قامت مین بھی اسیطرح کہنا چاہئے مگر قد قامت الصلوۃ کے جواب مین اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے اور جب جوابات موذن سے فراغت ہو تو یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِنْدَ حُضُوْرِ صَلَوٰاتِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَائِكَ وَاِدْبَارِ لَیْلِكَ وَاِقْبَالِ نَھَارِكَ اَنْ تُؤْتِیَ مُحَمَّدًا

ن الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه المقام
المحمود الذي وعدته انك لا تخلف الميعاد يا ارحم
الراحمين۔ اگر حالت نماز مین اذان کی آواز آوے تو پہلے نماز
تمام کرے اور پہر اوسکے جواب کے طرف مشغول ہو۔ اگر نماز باجماعت
ہو تو بمجرد تکبیر تحریمہ امام کے مشغول باقتدا ہو اور بعد اتمام نماز کے پڑھنا
پڑہے۔ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وسلم اللهم
انت السلام ومنك السلام واليك يعود السلام فحيّنا
ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تباركت يا ذا الجلال
والاكرام سبحان ربي العلي الاعلى الوهاب
لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد
يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل
شيء قدير لا اله الا الله اهل النعمة والفضل والثناء
الحسن لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه مخلصين له الدين
ولو كره الكافرون۔ بعد اسکے دعای جامع الکلم یعنی
وہ دعا پڑہے جو جناب رسالت آب صلعم نے حضرت عایشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالی عنہا کو تعلیم فرمائی تھی جو یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ
مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ
وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ
اَعْلَمْ وَاَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا یُقَرِّبُ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ وَّنِیَّۃٍ
وَّاِعْتِقَادٍ وَاَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ
مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ وَمَا
قَضَیْتَ عَلَیَّ مِنْ اَمْرٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ رُشْدًا اس کے بعد وہ
دعا ہے جس کے پڑھنے کی وصیت جناب رسالت مآب صلعم نے
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کی تھی یعنی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ وَمِنْ عَذَابِکَ
اَسْتَجِیْرُ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ وَلَا اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ طَرْفَۃَ
عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ بِمَا اَصْلَحْتَ بِہِ الصّٰلِحِیْنَ پھر دعا
عیسی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام پڑھے یعنی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ
لَا اَسْتَطِیْعُ دَفْعَ مَا اَکْرَہُ وَلَا اَمْلِکُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْ وَاَصْبَحَ

٣٠

الامر بیدک لا بید غیرک واصبحت مرتهنا بعملی فلا فقیر
افقر منی الیک ولا غنی اغنی منک عنی اللهم لا تشمت
بی عدوی ولا تسوء بی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی و
لا تجعل الدنیا اکبر همی ولا مبلغ علمی ولا تسلط
علی بذنبی من لا یرحمنی ۔ اس کے بعد دعوات مشہورہ سے
جو میسر ہو پڑہے بہرحال نماز صبح پڑہنے کے بعد طلوع آفتاب تک
اوقات چار کامون کے لئے منقسم ہون اس ترتیب سے۔
وظیفہ ۱ دعوات۔ وظیفہ ۲ اذکار وتسبیحات۔ وظیفہ ۳ قرات قرآن
وظیفہ ۴ تفکر۔ وظیفہ تفکر مین جن باتون کا خیال ضرور ہے وہ
یہ ہین۔ ذنوب ۱۔ خطیات ۲۔ قصور عبادت ۳۔ خوف عذاب ۴
تضیع اوقات ۵۔ تدارک مافات۔ تاکہ کوی برائی سرزد نہو۔ طاعات
حکمیہ کے ادا کرنے کا خیال رہے۔ اور اوس مین بھی افضلیت
کا لحاظ ہو۔ اور نیز قرب اجل اور امیدون کو کاٹنے والی موت
کو نہ بہولے۔ یہہ بھی پیش نظر رہے کہ قریب ترسب اختیارات
سلب ہوجاینگے۔ طول امید سے سواے حسرت وندامت کے

کچھ حاصل نہوگا۔ اذکار و تسبیحات میں ادعیہ مابعد کا ورد چاہیئے

(۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(۲) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔

(۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔

(۴) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

(۵) سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

(۶) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

(۷) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
وَاَسْاَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ۔

(۸) اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

۹ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

۱۰ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہر ایک دعا کو سو مرتبہ یا ستر یا اقل مرتبہ دس بار پڑہے قبل طلوع آفتاب کے سکوت اولیٰ ہے۔ حدیث شریف مین ہے کہ ان اذکار کا ورد آٹھ بردے (اولاد اسمعیل علیہ السلام سے) آزاد کرنے سے افضل ہے

ذکر اون آداب کا جو طلوع آفتاب سے زوال تک لازمی ہین

بعد طلوع کے جبکہ آفتاب بقدر یک نیزہ کے بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑہین۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ کراہت کا وقت زایل ہو جاوے۔ کیونکہ فرض نماز صبح کے متصل کسی اور قسم کی نماز پڑہنا مکروہ ہے۔ جب آفتاب بلند ہو اور چوتہائی دن نکل آوے تو نماز ضحی پڑہے۔ چار یا چھ۔ یا آٹھ رکعت مگر دوگانہ دوگانہ ادا کرے۔ بہرکیف چونکہ نماز عمل نیک ہی آہین کمی و زیادتی اپنی اپنی ہمت اور مرضی پر موقوف ہے۔ طلوع آفتاب سے زوال تک سواے نماز مذکورہ کے اور کوئی نماز نہین ہے ان سب عبادتون کے بعد جو وقت بچ رہے اوسکی تقسیم حسب تفصیل ذیل چاہئے

طرح ہونی چاہئے۔

یا تو وہ وقت طلب علم دین مین صرف ہو کہ بیکار وقت کا ضایع کرنا محض فضول ہے۔ علم دین وہی ہے کہ جس سے خدا کا خوف زایدہو۔ اور عیوب ذاتی پر اطلاع ہو۔ خداوند عالم کی عبادت کی خواہش پیدا ہو۔ دنیا کی رغبت گھٹے آخرت کا لگاؤ بڑہے۔ کردار بد سے ڈرتا رہے۔ مکر و کید شیطان سے خایف ہو کیونکہ اسکا مکرا ون علما کو خدا کے غضب مین مبتلا کر دیا ہے کہ جنکا ظاہر و باطن یکسان نہین ہے۔ اور جو محض گندم نما اور جو فروش ہین یعنے وہ جو دنیا کے مقابلہ مین دین کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے بلکہ علم کو ایک عمدہ ذریعہ حصول اموال سلاطین اور اوقاف یتامیٰ و مساکین کا خیال کرتے ہین اور اپنے تمام اوقات عزیز کو طلب جاہ و مباہات دنیوی یا فضول مجادلہ اور مناقشہ مین صرف کر دیتے ہین جو وقت کہ تعلیم سے بچ رہے وہ کتب فقہ کے مطالعہ مین صرف کرنے چاہئے کیونکہ اس سے عبادات اور خصومات خلق کے جانچ کا ایک عمدہ ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور ایسے عجیب و غریب مسائل معلوم ہوتے ہین کہ جو انسانی معاشرت کے لئے بہت ہی کارآمد ہین یہی علم حق و باطل کے

امتیاز کا معیار ہے اور انصاف کا ترازو مگر اس علم کا حصول بھی بعد فراغ اون علوم کے ہی جو منجملہ فرض کفایہ ہین جیسے علم طب وغیرہ۔

فائدہ اوراد و اذکار مذکورہ بالا کے توغل مین اگر کسیقدر طبیعت پر بوجہ معلوم ہو اور رغبت کم پای جاسے تو سمجہ لو کہ شیطان کا دخل دل مین ہو گیا۔ اور ہلاکت کا وقت آگیا پس اوس سے ضرور بچے کیونکہ شیطان جب ایسی غفلت مین انسان کو مبتلا دیکھتا ہے تو پھر خود ہی اوسکے حال پر ہنسا کرتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر تحصیل علوم نافعہ مین دلچسپی ہو کسل و کہالت عاید حال نہو نیت بھی محض خیر ہو یعنے یہ کہ اعمال و اقوال سے احیاے احکام دین کی کوشش کیجائیگی تو یہہ ہر قسم کے نوافل عبادات سے افضل ہے اگر نیت مین فتور ہو۔ اور تحصیل علم حصول غرور کا ذریعہ ہو جاوے جیسا کہ اکثر جہال مین یہہ صفت پائی جاتی ہے تو ایسا علم باعث مزلت اقدام ہے۔

۲ اگر تحصیل علم نافع کی قدرت نہو اور ذکر و تسبیح و قرأت قرآن اور نماز مین مشغول ہو تو یہ درجہ بھی عابدین کا اور سیرت صالحین کی ہے کہ اس سے بھی نجات پا سکتا ہے۔

۳ اگر اس سے بھی فرصت ہو تو اون ابواب کے طرف متوجہ
ہونی چاہئے کہ جس سے عامہ مومنین کو فائدہ اور مسرت پہونچے
اور اعمال صالحین مین تائید ہو۔ جیسے فقہا اور صوفیائے کرام کے
خدمت۔ بیمار پرسی۔ تیمارداری۔ مسکینون کا کھلانا۔ مشایعت جنازہ
کہ ایسے کام ادائے نوافل سے افضل ہین۔
۴ اگر اشتغال امور متذکرہ بالا کی توفیق نہو تو اپنے اہل وعیال
کے نفقہ کے حصول کی ہی کوشش کرے کہ وہ بھی عبادت ہے
اور تا بہ امکان مسلمانون کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے کہ یہ اصحاب
یمین کا درجہ ہے اور اقل مدارج دین سے ہے۔ اب اون ابواب کا
ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے کہ جس سے احتراز واجب ہے کہ وہ شیطان
کے مرغوب الیہ ہین العیاذ باللہ۔ ایسے افعال کا ارتکاب کہ جس سے
دین کی بربادی ہو۔ مخلوق کو ایذا پہونچانا کہ یہ ہالکین کی صفت ہے
اور بدترین اعمال سے ہے۔ بہر کیف بلحاظ مدارج امور دینی کے
انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔
۱ سالم وہ جو صرف ادائے فرائض اور ترک معاصی پر اکتفا کرے

۲ رابح۔ کہ جو اداے نوافل پر بھی قادر ہو۔

۳ خاسر۔ وہ جو اداے امور متذکرہ بالا سے مقصر ہو۔

پس انسان کو چاہئے کہ حتی الامکان رابح ہونیکی کوشش کرے۔ بالفرض اگر اوس درجہ پر نہ پہونچے تو سالم تو ہو۔ لیکن معاذ اللہ خاسر نہو جائے۔ اور نیز بمقابلہ سایر عباد کے انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔

۱ بندگان خدا کے حصول اغراض مین بدل ساعی ہو۔ اور اون کے اسباب مسرت کے مہیا کر دینے مین کوتاہی نکرے۔ یہہ درجہ ملایکہ کرام البررہ کا ہے۔

۲ اقل درجہ اسقدر تو ہو کہ ؎ مرا ز خیر تو امید نیست شر مرسان

یہہ درجہ بہایم وجمادات کا ہے۔

۳ عقارب وسباع کا درجہ ہے یعنے ؎ نیش عقرب نہ از پی کین است۔ مقتضای طبیعتش اینست۔ بہرحال اگر درجہ ملایکہ تک عروج نکرے تو درجہ بہایم وجمادات سے ہی نگذر جاے۔ اس بیان سے یہہ ثابت ہوچکا کہ وقت یا تو امور معاش کے حاصل کرنے مین صرف کیا جاے یا معاد کے اگر امور معاش مین توغل ہو تو نیت تائید امور

معاد کی بھی ضرور ہی - اگر لوگون کے میل جول کے ساتھہ امور دین کے
کی حفاظت معرض خطر مین ہو تو عزلت بہتر ہے - عزلت مین بھی اگر
وسواس پیچھا نچھوڑے اور ورد و وظایف سے بھی اوس کے دفع
کرنے پر قادر نہو سکے تو ایسے عزلت و بیداری سے نوم اولی ہے -

آداب نماز

نماز ظہر کے لئے زوال سے پہلے آمادہ رہنا چاہئے نماز تہجد وغیرہ
کے لئے جگنے کی عادت ہو تو قیلولہ مناسب ہے بشرطیکہ زوال کے
پہلے فارغ ہوجاوے - قیلولہ مثل سحر کے ہے یعنے جیساکہ سحر کرنے سے
روزہ مین مدد ملتی ہے ایسا ہی قیلولہ سے عبادت شب مین تائید ہوتی ہے
بغیر عبادت شب کے قیلولہ کرنا گویا سحر کرکے روزہ ترک کرنا ہے بہرحال
اگر قیلولہ کیا گیا ہو تو زوال کے قبل اوٹھ کر وضو کرے اور مسجد مین
داخل ہوکر نماز تحیتہ پڑھے اور بعد اذان کے چار رکعت نماز ادا
کرے - جناب رسالت مآب صلعم اس نماز کو طول قراءت کے ساتھ
ادا فرماتے تھے - اور یہہ ارشاد ہوا کرتا تھا کہ اسوقت آسمان کے
دروازے کھلے ہوتے ہین - مین دوست رکھتا ہون کہ اسوقت اعمال نیک

کا صعود ہو۔ یہہ چار رکعت سنت موکدہ ہین حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے یہہ چار رکعت پڑہا اور رکوع وسجود کو اچھی طرح سے ادا کیا تو ستر ہزار فرشتے اسکے نماز مین شریک ہوتے ہین اور شام تک دعاء مغفرت کرتے رہتے ہین پہر امام کے ساتھہ چار رکعت فرض پڑہے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ۔ بعد فراغت نماز کے عصر تک ادای امور مفصلہ ذیل مین مشغول رہے۔ ۱ تعلیم و تعلم ۲ اعانت مسلمانان ۳ قرأت قرآن ۴ تحصیل معاش بہ نیت تائید دین۔ پہر قبل از عصر چار رکعت سنت پڑہے۔ (اس کے موکد و غیر موکد ہونے مین اختلاف ہے) مگر اس سنت کے بہت بڑے فضائل ہین۔ حدیث شریف مین وارد ہی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَأً صَلّٰی اَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ فرمایا سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت والتحیات نے کہ رحم کرے اللہ اوس شخص پر کہ جس نے عصر کے قبل چار رکعت نماز پڑہا پس ضرور ہی کہ اوس دعا مین شریک ہونے کی کوشش کیجاے۔ عصر کے بعد مغرب تک اپنے اوقات کی حفاظت اوسی ترتیب سے کرے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اذکار کا وقت ضایع نہو

یہی قاعدہ حفظ اوقات شبانہ روز کا ہی مگر عمدہ ترتیب حفظ اوقات کی یہہ ہی کہ ہر وقت کے لیئے ایک خاص شغل مقرر ہو کہ اوس سے تجاوز نہونے پائے۔ اگر اس قسم کا التزام رہے تو وقت کی برکت معلوم ہو سکتی ہے اگر حفظ اوقات کا خیال نہو اور معطل اوقات مثل جاہلون کے (کہ جنکو اپنے وقت کی قدر و قیمت ہی نہین ہوتی) صرف ہوجاویں تو بڑی حسرت و ندامت کی بات ہی کیونکہ عمر راس المال ہے اس کا ہر لحظ حفاظت کے لایق ہی بغیر تحفظ اوقات کے نعیم دار الابد کے حصول کا کوئی عمدہ ذریعہ نہین ہے۔ ہر لحظہ ایک جوہر بے بہا ہی کہ جسکا بدل نہین۔ اگر رائیگان کہو دیا جاے تو پہر اوسکا ملنا دشوار ہے پس مثل احمقون کے طلب جاہ و مال دنیوی مین اپنی اوقات کو ضایع کرنا بیوقوفی مین داخل ہی۔ سب سے بہتر ذریعہ حفظ اوقات کا یہہ ہے کہ از دیاد علم و عمل صالح مین صرف ہو۔ یہہ دونون ایسے رفیق ہین کہ کبھی انسان کا ساتھہ نہین چھوڑتے بخلاف اہل و عیال اور احباب و مال کے کہ جن سے بہ مجرد قبض روح کے مفارقت ہوجاتی ہے مگر علم و عمل کا ساتھہ نہین چھوٹتا۔ الحاصل جب آفتاب مایل بہ زردی ہو تو

نماز مغرب کا تہیہ شروع کیا جاوے۔ مسجد مین داخل ہوکر تسبیح و تحلیل
مین مشغول رہے کیونکہ یہہ وقت بھی مثل وقت صبح کے فضیلت
رکہتا ہے۔ بمضمون آیہ کریمہ[له] وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ
قَبْلَ غُرُوْبِهَا اور قبل غروب آفتاب کے سورۂ والشمس اور واللیل
اور معوذتین پڑہا کرے۔ بہرحال غروب آفتاب تک استغفار مین
مشغول رہے۔ جب اذان کہی جاوے تو جواب اذان کے
بعد یہہ دعا[عه] پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِنْدَ اِقْبَالِ لَیْلِكَ وَاِدْبَارِ
نَهَارِكَ وَحُضُوْرِ صَلٰوتِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَائِكَ اَنْ تُؤْتِیَ
مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ
الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
پہر نماز فرض پڑہے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ اسکے
بعد چار رکعت سنت اوّابین طول قیام کے ساتہ پڑہے۔ اگر ممکن
ہو تو نماز عشا تک اعتکاف کی نیت کیجاوے۔ قرآن و نماز پڑہتے
ہوے عشا تک وقت صرف کرنا بیحد فضایل کا باعث ہے (صلوۃ
اوّابین کو ناشیۃ اللیل بھی کہتے ہین کہ جسکی فضیلت کلام باری

[له] اور تسبیح کر اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ طلوع و غروب آفتاب سے قبل ۱۲

[عه] اے خدا سوال کرتا ہون مین تجہسے شب کے آنے کے وقت اور دن کے جانے کے وقت اور نماز کے وقت اور اذان کی آوازون کے وقت تیری بارگاہ مین دعا کرنے کے وقت یہ کہ عطا کر محمد کو وسیلہ اور بزرگی اور درجہ عالی اور پہونچا انکو مقام محمود پر جسکا تونے وعدہ کیا ہے اور نہین کرتا تو وعدہ خلاف اے سب مہربانون سے مہربان ۱۲

عز اسمہ مین وارد ہے اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَاَقْوَمُ قِیْلاً
سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ آیہ کریمہ تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کے معنی
ارشاد فرمائے تو آپ نے کہا کہ یہہ وہی نماز ہے جو مابین عشا
اور مغرب کے پڑہی جاتی ہے کہ جس سے تمام دن کے لغویات
محو ہو جاتے ہین اور وقت ما بعد کی حفاظت ہوتی ہے) جب عشا
کا وقت ہو تو قبل فرض کے چار رکعت نماز پڑہے اذان واقامت
کے درمیان وقت کی حفاظت ہو حدیث شریف مین وارد ہی
کہ اذان اور اقامت کے درمیان جو دعا کیجانے رد نہین ہوتی
پہر نماز فرض پڑہے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ
ان دو رکعت مین سورہ الم سجدہ - تبارک الملک - یاسین شریف
یا سورہ دخان پڑہے کہ آنحضرت صلعم سے اسطرح پر مروی ہے
پہر چار رکعت مستحب پڑہے - کہ حدیث شریف مین اسکی بہت بڑی
فضیلت مذکور ہے - پہر نماز وتر کے تین رکعت پڑہے - خواہ ایک
سلام سے یا دو سلام سے اکثر جناب رسالت مآب صلعم اس نماز

مین سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ قل یاایها الکافرون۔ اخلاص معوذتین۔ پڑہا کرتے تھے۔ اگر قیام لیل کا عزم ہو تو وتر کو سب کے آخر پڑہے اسکے بعد سوا ے مذاکرہ علم ومطالعہ کتب کے دوسرے لہو ولعب مین مشغول نہ ہو۔ کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ انما الاعمال بالخواتیم یعنے اعمال مین امور عواقب کا اعتبار ہے اسمین کسی برائی کا شریک ہوجانا اچھا نہین ہے۔

آداب نوم

سونے کے لئے بچہونا ایسی ترکیب سے بچہایا جاے کہ جسپر رو بقبلہ سونا ممکن ہو۔ دہنی باز و ایسا سوے جیسا کہ میت کو لحد مین لٹایا کرتے ہین۔ اور یہہ بات پیش نظر رہے کہ نوم مثل موت کے ہے اور بیداری مانند بعث کے ممکن ہے کہ حالت نوم مین روح قبض ہوجاے لہذا مشتاق لقاے جمال کبریا عزاسمہ کو چاہئے کہ باوضو آرام کرے جو کچھہ وصیت ہو لکہہ کر سرہانے رکھے۔ گناہون سے توبہ کرے اور یہہ عزم بالجزم ہو کہ پہر گناہ کا ارتکاب نہوگا۔ تمام مسلمانون کے ساتہہ نیکی کا خیال رکہے اور یہہ سمجہے کہ قریب تر لحد مین ایسا ہی

تنہا سونا ہی کہ جہان سواے اعمال کے کوئی ساتھ نہو گا اور ثواب بغیر سعی و کوشش کے نہ ملیگا اور بہ تکلیف نیند کو اپنے پر طاری کر لینا نہ چاہئے کیونکہ نیند کیا ہے حیات کو معطل کرنا ہے الا اوس صورت مین کہ جاگنے سے صحت مین خلل آتا ہو کہ اس حالت مین سونا سلامتی دین کا ذریعہ ہے رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہین امنین سے رات دن آٹھہ گھنٹون سے زیادہ نہ سونا چاہئے یہہ بھی کچھہ کم نہین ہے کیونکہ کوئی شخص ساٹھہ برس زندہ رہا تو اسمین سے بیس برس سونے مین گئے جو اسکی عمر کا تیسرا حصہ ہے سونے کے وقت سرہانے مسواک اور وضو کیلیئے پانی مہیا رہے ۔ قیام لیل کا عزم بھی ہو یا قبل صبح کے اوٹھے آدہی رات کو دو رکعت نماز کا پڑہنا ایک لیے خزانہ خیر کا جمع کرنا ہے جو کمال احتیاج کیوقت (یعنے قبر مین) کام دیگا کہ جہان دنیا کا سب مال بیکار ہو جاتا ہے ۔ سونے کیوقت یہہ دعا پڑھے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهُ فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا وَاَمُوتُ اَعُوذُبِكَ اَللّٰهُمَّ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ

دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَّ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّاهَا لَكَ مَحْیَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَحْیَیْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْكَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَیْكَ لِتُقَرِّبَنِیْ اِلَیْكَ زُلْفٰی وَتُبْعِدَنِیْ عَنْ سَخَطِكَ بُعْدًا اَسْاَلُكَ فَتُعْطِیْنِیْ وَاَسْتَغْفِرُكَ فَتَغْفِرْلِیْ وَاَدْعُوْكَ فَتَسْتَجِیْبَ لِیْ اسکے بعد آیۃ الکرسی۔ آمن الرسول آخر سورہ تک اخلاص۔ معوذتین تبارک الملک پڑہے اور یون ہی اللہ کا ذکر کرتا ہوے سوجاے باوضو سونا بہت بڑی فضیلت رکہتا ہے کہ روح عرش کی سیر مین مصروف رہیگی بیدار ہونے تک وہ مثل نماز پڑہنے والیکے سمجہا جاےگا اور جب بیدار ہو تو ان باتون کو عمل مین لاے جنکو ہم اوپر

لکھہ آئے ہین اور عمر بہر اس ترکیب کا پابند رہے اور جو اسکی پابندی
اور مداومت شاق گذرے تو اوسطرح صبر کرے جسطرح کوئی بیمار
شفا کے انتظار مین تلخی دوا پر صبر کرتا ہے اور کوتاہی عمر کا خیال
کرے اور سمجھے کہ اگر مثلا مین سو برس زندہ رہا تو یہہ مدت بہ نسبت
اوس مدت کے جو پیچھے دار آخرت مین رہنا ہے اور جسکی انتہا
نہین بہت ہی کم ہے اور یہہ سوچے کہ جب مین اس امید پر کہ
دنیا مین مثلاً بیس برس تک راحت اور آرام مین رہونگا مہینہ یا سال
بہر کی مشقت و ذلت کی پروا نہین کرتا تو اس امید پر کہ ابدالآباد راحت
و آرام مین رہونگا اس دنیوی زندگانی کے چندروزہ مشقت سے
(جو عبادت مین ہو) کیون اکتا جاؤن اور اوسکی برداشت کیون
نہ کرون اور زندہ رہنے کی امید کو طول نہ دے بلکہ یون سمجھ لے
کہ موت قریب ہے اور دل مین کہے کہ مجھکو آج کے دن کی عبادت
کی مشقت اوٹھا لینی چاہئے اس لئے کہ شاید آج رات مین مرجاؤن
اور رات آئے تو کہے کہ آج رات کے عبادت کی مشقت پر صبر
کرتا ہون اسلئے کہ شاید کل مرجاؤن کیونکہ موت کے آنیکے لئے کوئی

خاص وقت مقرر نہین ہے کوئی خاص حالت نہین ہے کوئی مخصوص عمر
کی قید نہین ہے بہر حال وہ آنیوالی ہے مگر یہہ معلوم نہین کب آئیگی
اسصورت مین زاد آخرت کی فکر بہ نسبت دنیا کی فکر کے اولی و انسب ہے
اور نیز جاننے کہ مجھے دنیا مین بہت تھوڑے سے دنون زندہ رہنا ہے بلکہ ممکن
ہے کہ میری عمر کا ایک ہی دن باقی رہا ہے یا ایک ہی لمحہ غرضکہ ہر روز یہی
خیال کرے اور مشقت عبادت پر صبر کرتا جائے بخلاف اسکے اگر یہہ خیال کیا
کہ مین مثلاً پچاس برس زندہ رہونگا اور پھر مشقت عبادت پر صبر
کرنیکا ارادہ کرے تو دل عبادت سے اکتا جائیگا اور عبادت دشوار
معلوم ہونے لگیگی۔ اگر اسطرح عمل کیا جائیگا جسطرح کہ ہم اوپر لکھآئے
ہین تو مرنے کیوقت بے انتہا مسرت ہوگی اگر عبادت ایک وقت
سے دوسرے وقت پر ڈالی جائے اور اسمین سستی کیجائے تو موت
اچانک آجائیگی اور سخت سے سخت حسرت ہوگی۔ صبح کو وہی مسافر
منزل پر پہونچکر آرام و چین سے رہتے ہین جو رات کو راہ طے کرتے
ہین اسیطرح وہی لوگ مرتے دم مسرت حاصل کرتے ہین جو اپنی عمر
عبادت مین گذارتے ہین یہہ باتین اچھی طرح معلوم ہونیکا ایک دوسرا

وقت بھی اپنے ہو ... جب ہم ترتیب اور راہ کو بتا چکے ہین تو اب نماز اور روزہ کی کیفیت اور راہ کی آداب اور نیز امامت اور جمعہ کے ادا بیان کرتے ہین۔

آداب الصلوة

جب وضو سے اور بدن اور کپڑے اور جگہہ کی نجاست پاک کرنے سے فارغ ہو جاؤ اور ناف سے زانو تک ستر کر چکو تو قبلہ رخ دونون پاؤن مین کچھ فاصلہ دیکر اسطرح کھڑے ہو کہ وہ مل نہ جائین اور سیدھا کھڑا رہو اور شیطان سے محفوظ رہنے کیلئے قل اعوذ برب الناس پڑھو اور دل کو خدا کی عبادت کے لئے حاضر رکھو اور اوسکو وسوسون سے خالی رکھو اور اسبات پر نظر ڈالو کہ کسی کے حضور مین کھڑے ہو اور کسی سے مناجات کر رہے ہو اور اپنے مالک کی عبادت ایسے دل سے کرنے پر شرماؤ جو اوس سے غافل رہے اور دنیاوی وسواس اور نفسانی خواہشات سے بھرا ہو۔ اور یہہ سمجھو کہ خدا تمہارے دلی کیفیات پر مطلع ہے اور تمہارے قلب کو دیکھ رہا ہے۔ اور خدا کی درگاہ مین تمہاری نماز کی مقبولیت بقدر

تمھارے دل خشوع و خضوع و عجز و نیاز کے ہوتی ہی اس لئے نماز ایسے
خشوع و خضوع کے ساتھہ ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھہ رہے ہو۔ کیونکہ تم
اگر اوسکو نہین دیکھتے تو وہ تمکو دیکھتا ہی۔ اور اگر اسوجہ سے کہ تم خدا کے
جلال کی معرفت سے قاصر ہو نماز مین تمکو حضور قلب میسر نہین ہوتا اور
تمھارے اعضا تمھارے قابو مین نہین رہتے تو یہہ خیال کرو کہ ایک
صالح آدمی جو تمھارا بزرگ ہی تمھاری نماز کی کیفیت معلوم کرنیکی غرض سے
تمھاری طرف دیکھ رہا ہی جب یہہ خیال کروگے تو تمھارا دل حاضر اور
تمھارے اعضا ساکن ہو جائینگے اب اپنے نفس کیطرف خطاب کرکے
کہو کہ اے نفس بدکار کیا تو اپنے خالق اور مالک سے اسبات پر
نہین شرماتا کہ جب تو نے اوس بات کا خیال کیا کہ اوسکے بندونمین
سے ایک ذلیل بندہ جسکے ہاتھہ مین نہ تیرا نفع ہی نہ نقصان تیری طرف
دیکھہ رہا ہے تو اعضا متواضع ہو گئے اور نماز اچھی طرح سے ادا کی گئی
پس بڑے غضب کی بات ہی کہ تو یہہ جانتا ہے کہ خدا دیکھ رہا ہی
اور پھر خضوع اور خشوع نہین کرتا۔ کیا تیرے نزدیک خدا تعالے کا
رتبہ اوسکے بندون سے بھی کمتر ہی دیکھہ یہہ کس درجہ کی سرکشی ہی

اور کیسا کچھ جہل ہی اور کیسا بڑا ظلم۔ غرضکہ ان خیالات اور حیلون سے قلب کا
علاج کرے تاکہ وہ نماز مین حاضر رہے اور دولت حضور قلب میسر ہو
کیونکہ نماز کا اسی قدر حصہ کار آمد ہے جو سوچ سمجھ کر ادا کیا گیا ہو اور
جو حصہ کہ سہو اور غفلت کے ساتھ ادا ہوا ہو وہ استغفار اور کفارہ
کا محتاج ہی۔ جب قلب کو حاضر کر چکے تو تنہا فرض نماز کے لئے پہلے اقامت
کہے۔ اگر جماعت کے ساتھ ہو تو اذان اور اقامت ہر دو (منفرد شخص
کے لئے اذان کا مستحب نہونا اس لئے ہی کہ اذان سے صرف اعلان
مقصود ہی۔ تنہائی مین سواے اپنی ذات کے دوسرے پر اعلان کا
موقع ہی نہین ہی تو پھر اذان کی ضرورت ہی کیا۔ یہ امام شافعی کا قدیم
قول ہی۔ مگر صحیح یہ ہی کہ منفرد کیلئے بھی اذان کا کہنا مستحب ہی۔ لیکن فرق
یہ ہی کہ جنگل وصحرا ہو تو پکار کر کہے ورنہ آہستہ) پھر نیت اوس نماز
کی کرے کہ جسکا ادا کرنا مقصود ہی (بہ تعین وقت۔ خواہ فرض ہو یا
سنت یا قصر وغیرہ۔ مقتدیون کو اقتدا کی نیت بھی چاہئے۔ استحضار
صلوۃ کے ساتھ۔ استحضار دو قسم پر ہی حقیقی اور عرفی۔ استحضار حقیقی
وہ ہی کہ نماز کی ترکیب بہ تفصیل اجزا پیش نظر رہے۔ یعنے ہر ایک جز کا

سکے بعد دیگرے مستحضر رہنا ضرور ہی۔ استحضار عرفی وہ ہی کہ بہ ہیئت اجتماعی
نماز کی ترکیب مستحضر رہے۔ چونکہ نماز نیت کے ساتھ مقترن ہی لہذا مقارنت
بھی دو قسم پر ہی حقیقی اور عرفی۔ مقارنت حقیقی وہ ہی کہ اداے صلوۃ کا
خیال شروع تکبیر سے اداتک برابر رہے۔ کسی جزو مین غفلت نہو۔ مقارنت
عرفی وہ ہی کہ تکبیر کی کسی ایک جزو کے ساتھ اقتران ہو) یعنے یہ نیت
کرے کہ مین اسوقت کی مثلاً نماز ظہر اللہ کیلئے پڑہتا ہون تکبیر کے وقت
یہ نیت دل مین ہو اور تکبیر سے فارغ ہونے کے قبل دل سے محو نہو جاے
نیت کے بعد رفع یدین شانون تک کرے باین طور کہ ہاتھ اور انگلیان
بحالت معمولی کہلے رہین۔ ضم اور تفریج مین کوی تکلف نہو۔ بہرحال دونون
ابہام کان کے لوتک پہونچین اور سر انگشت کان کے اوپر تک۔
ہتلیان کہنیون کے محاذی ہون۔ جب ہر چیز اپنے اپنے جگہہ پر پہونچ
جاے تو تکبیر اولی کہین۔ اور آہستگی کے ساتھ ارسال کرین رفع یدین
اور ارسال مین تعجیل نکیجاے۔ اور دہنے بائین طرف بھی نہ مڑین۔ ارسال
سینہ پر تمام کیا جاے۔ جب سینہ پر ہاتہہ رکھین تو سیدہا ہاتھ بائین ہاتھ
پر ہو۔ خنصر وابہام سے بایان پہونچا تہاما جاے۔ دوسرے انگلیان

پہونچے پر کھلی ہوی رکھین اور تکبیر کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَاَصِیْلاً اور پہر وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً مُسْلِماً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑہے۔ اور اسکے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہکر سورہ فاتحہ شروع کرے مگر اداے تشدیدات کا خیال رہے کیونکہ حرف مشدد کو جب تخفیف کے ساتھ پڑہا جاے تو ایک حرف ساقط ہوجاتا ہی ضاد اور ظا کے تلفظ مین بہی جہد بلیغ کیا جاے۔ کہ تبدیل حرف سے قرات باطل ہوجاتی ہے اور لفظ آمین کو ولا الضالین سے نہ ملا دین اگر تنہا نماز ہو تو صبح۔ مغرب اور عشا مین پہلے دو رکعت جہر کے ساتھ ادا کرین اگر ماموم ہو تو جہر کی ضرورت نہین ہی کیونکہ امام خود جہر سے پڑہ لیگا صبح کی نماز مین سورہ فاتحہ کے بعد طوال مفصل اور مغرب مین قصار مفصل ظہر اور عشا مین اوساط مفصل پڑہا کرے۔ طوال مفصل مین سورہ حجرات ق۔ والمرسلات وغیرہ داخل ہین۔ اور قصار مفصل مین والضحی سے آخر قرآن تک کوی سورت بہی ہو۔ اوساط مفصل مین والسماء ذات البروج یا کوی دوسری

سورۃ جو اسکے مساوی ہو۔ اگر سفر ہو تو نماز صبح مین قل یاایہا الکافرون
قل ہو اللہ احد پڑہے ضم سورہ کے بعد قبل از تکبیر رکوع کے بقدر
سبحان اللہ وقفۂ افضل ہے۔ حالت قیام مین سر جہکا رہے اور نظر
مصلے پر ہو کہ یہہ حضور قلب کا باعث ہی۔ سید ہے یا بائین طرف ملتفت
نہو۔ پہر رکوع کیلئے تکبیر کہے اور رفع یدین بطریق مذکور کرے۔ تکبیر کو
اسقدر کہینچے کہ انتہاسے رکوع تک پہونچ جاسے (تاکہ کوئی جز نماز کا ذکر
الٰہی سے خالی نہو) رکوع مین ہتیلیون کو گہٹنون پر رکہے۔ انگلیان کہلی
رہین دونون گہٹنون کے درمیان (بقدر ایک بالشت کے) فرق ہو۔
پشت اور گردن اور سر کو ایسا برابر کر دے کہ ایک سطح مستوی معلوم ہو۔
کہنیان پہلو سے جدا رہین۔ مگر عورتون کو اسکے خلاف کرنا چاہئے۔
رکوع مین تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہے۔ اگر منفرد ہو تو سات یا دس بار
تک بہی تسبیح کا زیادہ کرنا مستحسن ہے پہر سر اوٹہاسے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ
حَمِدَہٗ کہتے ہوسے رفع یدین کرے۔ جب پورا قیام ہوسے تو رَبَّنَا
لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بَعْدُ
کہے نماز صبح کے رکعت ثانی کے رکوع کے اعتدال مین قنوت پڑہے

پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے مگر اس تکبیر مین رفع یدین کی ضرورت
نہین ہے۔ ترکیب سجدہ کی یہ ہے کہ پہلے دونون گھٹنے زمین پر رکھے
پھر دونو ہاتھ پھر پیشانی رکھے مگر سب اپنے اپنے حال پر کھلے ہوے
ہون ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین کو لگا دے۔ کہنیان پہلو سے جدا
رہین۔ پیٹ کو رانون کے ساتھ نہ ملا دے۔ مگر عورتون کو اسکا خلاف
کرنا چاہئے۔ ہاتین زمین پر اسیقدر فاصلہ سے رکھین جو کاندھون کے
محاذی ہون۔ دونون بازو زمین پر نہ بچھا دئے جائین۔ سجدہ مین تین
بار سبحان ربی الاعلی کہے اگر منفرد ہو تو سات سے دس تک بھی زیادتی
تکبیر مین ہوسکتی ہے۔ پھر سجدہ سے تکبیر کہتے ہوے سر اوٹھا دے
یہان تک کہ تعدیل جلسہ کی ہو جاے۔ جلسہ مین بائین پیر پر تکیہ کرکے
بیٹھے اور سیدہا پانون کھڑا رہنے دے۔ دونون ہاتھون کو دونون
رانون پر رکھے۔ انگلیان کھلے رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ
وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ۔ پھر اسیطرح دوسرا
سجدہ کرے۔ علی ہذا ہر رکعت مین جلسہ وغیرہ کے اعتدال کا لحاظ
رہے پھر قیام کیلئے دونون ہاتھ زمین پر رکھکر اس ترکیب سے

اوٹھے کہ دونون پاؤن برابر اوہین تقدیم و تاخیر نہو اسیطرح ہر ہر رکعت ادا کیجاسے ۔ مگر رکعت ثانیہ کے ابتدا مین بھی تعوذ کا اعادہ مسنون ہی جب رکعت ثانیہ کے بعد تشہد پڑہنے کے لئے بیٹھے تو سیدہا ہاتھ سیدہے گھٹنے پر رکھے سوا سے ابہام اور انگشت کے کل انگلیان بند رہین اور الا اللّٰہ کہنے کے وقت انگشت شہادت کو اوٹھائین ۔ مگر کچھ ایک اٹھائے کے ساتھ ۔ تاکہ سمت قبلہ سے خارج نہوجاسے ۔) بایان ہاتھ کھلے ہوے انگلیون کے ساتھہ بائین گھٹنے پر رکھے اور بائین پیر پر زور دیکر بیٹھے تشہد کے آخر مین بعد درود کے دعاسے ماثورہ پڑہے ۔ اور بعد از فراغ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ دومرتبہ دونون طرف کہہ کر اسطرح منہ پھیرے کہ رخسارون کے سپیدی دکہائی دسے ۔ سلام کیوقت نیت خروج از صلوۃ کی چاہئے ۔ اور نیز جانبین کے ملائکہ اور مسلمانون پر سلام کی نیت کیجاسے ۔ خشوع اور حضور قلب ۔ ترتیل قراءت فہم معنی کے ساتھ بہت ضروری ہے ۔ کہ یہہ عماد الصلوۃ کہلاسے جاتے ہین حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نماز مین حضور قلب نہو تو وہ عقوبت کے قریب ہے ۔ جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہین

کہ جب آدمی نماز پڑہتا ہے تو اسکا چہٹا حصہ یا دسوان حصہ نہین لکہا جاتا بلکہ صرف اوسیقدر لکہا جاتا ہے جسقدر کہ اوس نے سمجہا۔

آداب امامت

امام کو چاہئے کہ بلحاظ حالات اہل جماعت کے چہوٹی چہوٹی سورتین نماز مین پڑہا کرے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جسطرح مین نے اختصار اور تکمیل کے ساتھ جناب رسالتمآب صلعم کے پیچہے نماز پڑہی ہے ایسی کسی کے ساتھ نہین پڑہی۔ بہر حال جب صفین برابر ہوجائین اور موذن اقامت سے فارغ ہوے تو امام بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہے مقتدی کو صرف اسقدر آواز سے تکبیر کہنا چاہئے جو وہی سنے امام کو امامت کی نیت بہی کرنی چاہئے تاکہ اوسکا ثواب ملے۔ اگر نیت نہ کی ہو تو نماز تو صحیح ہوجائیگی مگر صرف منفرد کی سی نماز ہو گی۔ مقتدیون نے اگر اقتدا کی نیت کی ہے تو انکو ثواب اقتدا کا بہی حاصل ہوجائیگا۔ امام کو بہی چاہئے کہ مثل منفرد کے اپنی نماز کو دعاء استفتاح اور تعوذ سے شروع کرے صبح مغرب عشا مین پہلے دو رکعت جہر سے پڑہے اور لفظ آمین بہی جہر سے کہے

اسیطرح مقتدی بھی۔ مگر مقتدی کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ ہی خود بھی
آمین کہے تقدیم و تاخیر نہو۔ امام کو چاہیئے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد تہوڑا سا
سکوت کرے۔ تاکہ مقتدی بھی نماز جہریہ مین سورۂ فاتحہ پڑھ لیوے
اگر امام کی آواز سنی نہ آئے تو مقتدی کو سورہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے
امام کو تسبیحات رکوع و سجود مین تین بار سے زیادہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ اور
تشہد اول مین اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد کچھ نہ پڑھے دو رکعت ثانی
مین صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرے۔ بلحاظ جماعت کے تشہد کے آخر
مین دعا طول نہ پڑھے۔ سلام کے وقت امام کو یہہ نیت کرنی چاہیئے کہ
یہہ سلام مقتدیون کے جانب ہے۔ اور مقتدیون کو جواب سلام امام کی
نیت کرنی چاہیئے۔ بعد سلام کے تھوڑا توقف کرے۔ اور مقتدیون کے
مقابل بیٹھے اور ٹھہرا رہے تاکہ اگر جماعت مین عورات ہون تو وہ چلی جاوین
امام اپنی جگہہ سے جب تک نہ اوٹھے مقتدیون کو بھی انتظار کرنا چاہیئے
امام سیدہے یا بائین جسطرف سے چاہے جاسکتا ہے مگر افضل یہہ ہے
کہ سیدہے طرف سے جاوے۔ قنوت صبح مین امام صرف اپنی ہی خصوصیت
نکرے بلکہ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا کہے یعنے بصیغۂ جمع۔ امام دعاء قنوت پڑھنے

کیوقت ہاتھ اوٹھانے کی ضرورت نہین ہے (لیکن یہہ قول ضعیف ہے
صحیح یہہ ہی کہ ہاتھ اوٹھانا چاہیے) بقیہ قنوت یعنے انک تقضی ولا
یقضی علیک سے مقتدی آہستہ پڑھے۔ مقتدی کو چاہیئے کہ جماعت
کے ساتھ کھڑے رہے اگر تنہا ہو توکسیکو اپنے ساتھ لے لیوے مگر
نیت باندھنے کے بعد مقتدی کو کوئی فعل امام کے پہلے یا اوس کے
ساتھ ساتھ نکرنا چاہیئے۔ مثلاً جبکہ امام پوری رکوع مین پہونچ جاوے تو
اوسوقت قصد رکوع کا کرے علی ہذا سجدہ مین بھی۔

آداب جمعہ

جمعہ عید المؤمنین ہی یہہ مبارک دن اس امت کے خصوصیات مین ہی کہ
اس متبرک روز مین ایک ساعت مبہم ایسی ہے کہ اوسوقت جو حاجت
خدا سے مانگی جاوے فوراً مقبول ہوگی پنجشنبہ ہی سے جمعہ کا اہتمام
کرنا چاہیئے جیسے کپڑون کی صفائی وغیرہ۔ کثرت تسبیح و استغفار اس
قسم کے افعال تو پنجشنبہ کے عصر سے اختیار کئے جائین کیونکہ پنجشنبہ کے
عصر کے بعد بھی ایک ایسی ساعت ہی کہ جسکی فضیلت ساعت مبہمہ جمعہ کے
برابر ہے۔ جمعہ کا روزہ بھی افضل ہے۔ علی ہذا پنجشنبہ اور شنبہ کا

کا روزہ بھی مطلب یہہ ہی کہ صرف جمعہ کا ایک روزہ نہ رکھا جاوے بلکہ اسکے
ساتھ دوسرا روزہ بھی رکھے کیونکہ حدیث مین اوسکا امتناع ہی۔ قال النبی
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَصُمْ اَحَدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا اَنْ یَصُوْمَ قَبْلَہٗ
اَوْ یَصُوْمَ بَعْدَہٗ رواہ شیخان بعد طلوع کے غسل کرے۔ یہہ غسل
ہر ایک مکلف پر واجب ہی۔ اور سپید کپڑے پہنین کیونکہ سپید کپڑا
خدا کو مرغوب ہی حسب مقدور خوشبو بھی لگا دین۔ سر مونڈ ڈالین
ناخن اور لب لین مسواک کرین۔ علی الصباح جامع مسجد مین جاوین کہ
مسجد مین بیٹھنے سے انسان کی طبیعت مین سکون پیدا ہو جاتا ہی اور
آدمی عبث افعال سے بچ سکتا ہی۔ حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے
پہلی ساعت مین مسجد مین داخل ہوا گویا اوس نے ایک اونٹ قربانی
دی۔ اور جو دوسری ساعت مین گیا ایک بکرا قربانی دیا۔ اور جس نے
تیسری ساعت مین داخل ہوا اوس نے ایک گوسپند نر قربانی
کیا اور جس نے چوتھی ساعت مین گیا اوس نے ایک مرغ قربانی کیا
اور جس نے پانچوین مین گیا اوس نے ایک بیضہ دیا۔ جب امام
منبر پر چڑھے تو ملائکہ نامہ اعمال کو لپیٹ دیتے ہین اور قلم پھینک

دیتے ہین۔ اور اس مبارک وقت مین وہ خود بھی منبر کے پاس خطبہ
سننے کے لئے جمع ہو جاتے ہین۔ جو شخص جسقدر پہلے نماز کو جائیگا اوسیقدر
اوسکا مرتبہ اللہ کے پاس زاید ہوگا۔ پہلی صف مین شریک ہونا بہتر ہے لیکن
جب لوگ جمع ہو جائین تو دوسرون کو دہکا دیتے ہوے نہ جاوے اگر
کوئی نماز پڑہتا ہو تو اوس کے سامنے سے بھی نہ جاوے۔ کسی دیوار یا ستون
کے قریب بیٹھین تاکہ دوسرے لوگ اپنے سامنے سے بھی جانے نپائین
جب مسجد مین داخل ہون تو بدون نماز تحیۃ مسجد پڑہنے کے نہ بیٹھین۔
مستحسن یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑہے
کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اسکا عادی ہوگا وہ ضرور
جنتی ہے۔ امام اگر خطبہ بھی پڑہتا ہو تب بھی تحیۃ مسجد ادا کرے۔ مسنون یہ ہے
کہ ان چار رکعتون مین سورۂ انعام۔ کہف۔ طٰہٰ اور یٰس پڑہا کرے
اگر اسکا پڑہنا نا ممکن ہو تو سورۂ یٰس۔ دخان۔ الم سجدہ۔ سورۂ ملک پڑہے
ان آخر صورتون کا جمعہ کے شب مین پڑہنا بہت ہی احسن ہے۔ بصورت
مجبوری سورۂ اخلاص اور کثرت سے درود شریف پڑہا کرے۔ خطبہ باادب
خاموش بیٹھکر سنے۔ اور اوس کے مضامین سے متاثر ہو اگر دوسرون کو

گفتگو سے منع کرنے کی ضرورت ہو تو اشارہ سے منع کرے الفاظ
سے منع نکرے کہ فعل عبث ہی اور فعل عبث کے ارتکاب سے جمعہ
باطل ہوجاتی ہے۔ یہی مضمون حدیث شریف مین بھی وارد ہے۔
بہرحال فرض نماز جمعہ کے بعد سات سات مرتبہ سورہ اخلاص اور
معوذتین پڑہے اور اوسوقت تک گفتگو نکرے۔ اسکی برکت سے امید
ہی کہ دوسرے جمعہ تک آفات سے محفوظ رہے۔ اور شیطان کا
تسلط اوسپر نہو۔ اس کے بعد یہہ دعا پڑہے له يَا غَنِيُّ يَا حَمِيدُ يَا مُبْدِئُ
يَا مُعِيدُ يَا رَحِيمُ يَا وَدُودُ اَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ
مَعْصِيَتِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ جمعہ کے بعد دو یا چار یا چھہ رکعت ضرور پڑہے
مگر دوگانہ دوگانہ۔ کہ سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوۃ سے
اسباب مین (رکعتون کی تعداد مین) مختلف روایات آئے ہین۔
نماز جمعہ کے بعد عصر یا مغرب تک مسجد ہی مین رہنا افضل ہی جب تک ٹھہرے
رہے اوس ساعت مبہمہ کے حصول کے بہی خواستگار رہین جسکی فضیلت مذکور
ہوچکی ہی قبل از نماز جمعہ کے فضول اور بیکار لوگون کا مسجد مین جمع ہونا بہی
منع ہی لیکن تعلیم و تعلم علم نافع کے لئے جمع ہون تو مضایقہ نہین ہی۔ طلوع و غروب آفتاب

له [illegible]

زوال آفتاب ۔ اقامت ۔ امام کے منبر پر چڑہنے کے وقت ۔ اور جب سب لوگ نماز کے لئے کہڑے ہون اکثر دعا کیا کرے کہ ان اوقات مین اوس ساعت مبہمہ کے وقوع کا احتمال ہے جمعہ کے روز کچہہ صدقہ بہی دیا جاوے ۔ اگرچہ کم ہو ۔ اقلاً ہفتہ مین ایک روز صرف نیک کامون کے لئے مخصوص کر دیا جاوے ۔

آداب صیام

صرف ماہ رمضان ہی کے روزون پر اکتفا کرنا نہ چاہئے بلکہ نفل روزے بہی رکہنا چاہئے کہ وہ بمنزلہ راس المال کے ہین اور یہ بمثابہ نفع کے جس سے فردوس مین درجات عالیہ حاصل ہوتے ہین جو لوگ روزہ نہ رکہین گے وہ روزہ دارون کے مراتب کو دیکہہ کر حسرت کرینگے عرفہ کا روزہ (غیر حاجی کو) یوم عاشورہ کا روزہ عشرۂ اول ذیحجہ ۔ محرم ۔ رجب اور شعبان مین روزہ رکہنا بہت ہی ثواب کا باعث ہی ۔ اور اس کے فضایل بے شمار ہین اور وہ جو شہور حرام مین روزہ رکہنے کے فضایل مرقوم ہین اوس مین یہہ چار مہینے داخل ہین ذیقعدہ ذیحجہ محرم رجب اور ہر مہینے مین تین روز یعنے پہلی پندرہوین سلخ کا روزہ

رکہے۔ اور نیز ایام بیض مین۔ ایام بیض مین یہہ تاریخات شامل ہین
تیرہوین چودہوین پندرہوین۔ ہر مہینے کے۔ اور ہر ہفتہ مین دوشنبہ
پنجشنبہ جمعہ کا روزہ رکہنا نہایت ہی افضل ہے۔ ہر مہینے کے پہلی
تاریخ کا روزہ اوس مہینے کے تمام سیئات کو مٹا دیتا ہے اور باقی روزے
سال بہر کے عفو گناہ کے باعث ہین۔ روزہ کے معنی صرف کہانا پینا
چہوڑ دینا نہین ہے۔ بلکہ تمام جوارح کے حفاظت بہی مقصود ہی۔ کیونکہ
حدیث شریف مین وارد ہی۔ کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ
وَالْعَطَشُ اکثر روزہ دار تو ایسے ہین کہ اونکو روزہ سے بہوکے اور
پیاسے رہنے کے سواے کوی فائدہ ہی نہین ہے۔ پس روزہ کی
حالت مین آنکہہ کو نظر شہوت سے بچاوے۔ اور زبان کو لغویات
سے۔ اور ایسی آواز اپنی کانون سے نہ سنے کہ جسکا سننا حرام ہو
اسیطرح سب اعضا کی نگہبانی کرنی چاہیئے حدیث شریف مین وارد
ہی کہ پانچ چیزون سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جہوٹہہ کہنے سے غیبت
سے۔ نمامی سے۔ جہوٹہی قسم سے۔ نظر شہوت سے۔ اور نیز وارد
ہی کہ روزہ برائیون سے بچنے کے لئے ہی۔ لہذا حالت صوم مین

فحش کلام فسق اور افعال جہال کا ارتکاب۔ جیسے تمسخر وغیرہ نہ کیا کرے بلکہ اگر کوئی شخص لڑنے یا گالی دینے کا قصد کرے تو کہے کہ مین روزہ دار ہون۔ افطار حلال چیز سے ہو۔ اور وہ بھی اختصار کے ساتھ۔ کیونکہ روزہ سے مقصود تو یہ ہے کہ قوای شہوانی ضعیف ہون اور تقوی کی رغبت ہو۔ برخلاف اسکے اگر معمول سے زاید کہاے تو پہر روزہ سے جو مقصود ہے وہ مفقود ہو جائیگا۔ خوب سیری سے کہانا اگرچہ طعام حلال ہو غضب الٰہی کا باعث ہے کہ اس سے فساد کا احتمال ہے پس جب سیری سے کہایا جاوے تو ایسا روزہ کیونکر مقبول ہو سکتا ہے بہرحال جبکہ روزہ کی حقیقت پر اطلاع ہو چکے تو لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو زیادہ روزہ رکہا کرے کہ اساس عبادت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلُّ حَسَنَۃٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ حضرت رسالت مآب فرماتے ہین کہ جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہرایک نیکی کا ثواب دس گنہ سے سات سو تک ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور مین اوسکی جزا دونگا۔ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ

فَمُ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ ۔ جناب رسالتمآب صلعم
فرماتے ہین کہ قسم ہی اوس پروردگار کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری
جان ہی کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے پاس بوی مشک سے زیادہ
پسندیدہ ہی۔ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ وَ
شَرَابَهٗ مِنْ اَجْلِیْ فَالصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ۔ جناب باری عز اسمہ
ارشاد ہوتا ہی کہ جبکہ کھانا پینا اور لذت شہوانی روزہ مین میری خوشنودی
کیلئے ترک کئے جاتے ہین تو یہہ عمل خاص میرے لئے ہی اور مین
اوسکی جزا دونگا۔ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْجَنَّةِ بَابٌ يُقَالُ لَهٗ
الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ ۔ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے جنت مین
ایکدروازہ ہے کہ جسکا نام ریان ہی اوس مین کوی داخل نہوگا مگر
روزہ دار۔

قسم ثانی اجتناب معاصی کے بیان مین

امور دینی دو قسم پر منقسم ہین ایک وہ جو ترک مناہی سے متعلق ہین
دوسرے کہ طاعات سے عبادت کرنا تو آسان ہی مگر مناہی سے
بچنا بہت مشکل ہے کہ خاص صدیقین کا حصہ ہی۔ چنانچہ جناب رسالتمآب

سے صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوْءَ وَالْمُجَاهِدُ
مَنْ جَاهَدَ هَوَاهُ یعنے مہاجر وہی ہی جو برے افعال کو چھوڑ دے
اور مجاہد وہی ہی جو اپنے خواہشات کے ساتھ مقابلہ کرے اور یہہ تو
ظاہر ہے کہ تمام اعضا نعمات آلہی مین سے ہین اور اوس کے امانت
ہین پس اللہ تعالی کی نعمت و امانت کو برے افعال مین لگانا کفران نعمت
اور خیانت ہی۔ اعضا بمنزلہ رعیت کے ہین انکی نگہبانی کرنی چاہیئے۔ اگر
حاکم رعیت کی حفاظت نکریگا تو باز پرس مین مبتلا ہوگا۔ اور یہہ بھی ہے کہ
ہر ایک عضو اپنے اپنے کردار کے قیامت مین۔ ایسے صاف اور صریح
الفاظ مین گواہی دیگا کہ جس سے نہایت شرمندگی ہوگی۔ چنانچہ قرآن
شریف مین آیا ہی یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ۔ اوس دن گواہی دینگے زبانین اور ہاتھ پاؤن اون افعال کے
جو ان سے سرزد ہوے ہون اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا
اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ آج اونکی زبانون پر مہر کر دی
جائیگی خود اونکے ہاتھ پاؤن اپنے اپنے افعال کی گواہی دینگے۔ اسلئے
ہر ہر عضو کی حفاظت ضرور ہے خصوص ان سات اعضاؤن کی

یعنے آنکھہ - کان - زبان - شکم - فرج - ہاتھہ - پاؤن کی - دوزخ کے
سات دروازے ہین ہر ہر دروازہ کے کیلئے عاصیون کی ایک ایک گروہ
خاص ہے - عاصیون سے یہان وہ گناہ گار مقصود ہین کہ جنکے اعضاے
مذکورہ سے گناہ سرزد ہوے ہون - شارح نے لکھا ہے کہ اول مرتبہ
اہل توحید دوزخ مین داخل ہونگے اور بقدر گناہ معذب ہونگے اور نجات
پائینگے دوسرے درجہ مین نصاری - تیسری درجہ مین یہود - چوتھے درجہ مین
صابئین - پانچوین درجہ مین مجوس - چھٹے درجہ مین مشرکین - ساتوین درجہ
مین منافقین - انتہی اب اعضاے سبعہ کے فواید پر غور کرو -

۱ آنکھہ اسواسطے دی گئی ہین کہ اندھیرے مین رہبری کرین - انصرام
حوایج مین مدد دین عجائبات آسمان وزمین کو دیکھین اور عبرت حاصل کرین
پس اوسکی حفاظت خاصہ چار چیز سے ضروری - غیر محرم کا دیکھنا - خوبصورت
کو بری نگاہ سے دیکھنا - مسلمان کو بنظر حقارت دیکھنا - مسلمان کا عیب
دیکھہ کر ظاہر کرنا -

۲ کان - اسلئے دئے گئے ہین کہ خدا ورسول کے کلام کو سنین کہ
جس سے نجات ہو اور بزرگون کے اقوال سنین - نہ یہہ کہ راگ یا غیبت

وفحش اور لغو باتون اور برائیون کے سننے مین اسکو صرف کردین اور صرف یہہ خیال نکرین کہ قایل ہی گنہگار ہے بلکہ مستمع بھی شریک گناہ ہے

۳ زبان اسلئے دی گئی ہی کہ اللہ کا ذکر کرین قرآن پڑہین لوگون کو ہدایت کرین۔ امور دنیوی اور دینی مین اوس سے مدد لین۔ برخلاف اسکے اکثر برایان زبان سے ایسی پیدا ہوتی ہین کہ جس سے بلاشک انسان دوزخ مین ڈالا جائیگا۔ جیسے کذب۔ قذف۔ دشنام۔ نمامی وغیرہ جو شخص بیہودہ اور تمسخر آمیز کلمات کہنے کا عادی ہے محض اس لحاظ سے کہ لوگ اوسکی باتون کو سنکر ہنسا کرین وہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔ روایت ہی کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین (معرکہ جنگ مین) شہید ہوا تو ایک دوسرے شخص نے کہا هَنِیْئًا لَّهُ بِالْجَنَّةِ یعنے مبارک ہو جنت اسکو۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ بات تجھکو کیونکر معلوم ہوئی کہ وہ جنتی ہے۔ شاید کہ وہ ایسے کلام کا عادی ہو کہ جو جنت مین داخل ہونیکے مانع ہو۔ یعنے لغو اور فضول پس زبان کو آٹھ چیزون سے بچانا چاہئے۔

(۱) جھوٹ بولنے سے۔ گو تمسخراً ہی کیون نہو کیونکہ کذب امہات کبایر

ہی اس سے انسان کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہی آدمی لوگون کے نظر سے
گر جاتا ہے۔ اگر جھوٹ کی برائی معلوم کرنا چاہو تو کسی جھوٹ بولنے والے کو
دیکھو اور پھر خیال کرو کہ اوس سے تمکو کیسی نفرت ہوتی ہی جب تمہارا
یہہ حال ہی تو اس سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تم مین بھی جھوٹ
بولنے کی عادت ہو تو تمکو بھی لوگ ایسی ہی کراہت کی نظر سے دیکھینگے۔

(۳) وعدہ خلافی مت کرو جب وعدہ کرو تو اوسکے وفا کا ضرور خیال
رکھو بلکہ اصلی احسان تو وہ ہی جو بلا انشا ہو۔ اگر کبھی بضرورت شدید یا مجبوری
خلاف وعدگی ہوگئی ہو تو خیر ورنہ یہہ نفاق کی علامت ہی اور بدترین
خصایل سے ہی۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ
فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ
خَلَفَ وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ تین خصلتین
جسمین ہونگے وہ منافق ہی اگرچیکہ وہ شخص روزہ رکھے اور نماز پڑھے
ایک تو جھوٹ بولنا دوسرا خلاف وعدگی۔ تیسرا امانت مین خیانت کرنا

(۴) غیبت بڑی بلا ہی اس سے بچنا چاہئے حدیث شریف مین آیا
ہے کہ تیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی غیبت کرنا بدتر ہی۔ غیبت کی معنی

یہہ ہے کہ کسی انسان کا غائبانہ اسطرح ذکر کرنا کہ جسکے سُننے سے اوسکو تکلیف پہونچے۔ غیبت مین دو بُرائیان ہین ایک تو یہہ کہ جو بات غائبانہ کہی جاوے گو وہ سچی ہو تب بھی غیبت کے معنی مین داخل ہے۔ دوسرا یہہ کہ اگر وہ بات اوس مین نہو تو گویا بہتان ہے۔ سب سے بدتر غیبت نمایشی ہے یعنے مطلب کو ایسے پیرایہ مین بیان کرنا کہ جس سے اپنی عفت اور پاکبازی ظاہر ہو اور دوسرون کی برائی۔ مثلاً یون کہنا کہ (اصلحہ اللہ) خدا فلانے شخص کا بھلا کرے کہ جس نے میرے ساتھہ اس قسم کی برائی کی۔ خدا ہمکو اور اوسکو ایسی برائیون سے بچاوے۔ یا اسکے مماثل جو کچھہ ہو۔ اس مین بھی دو قسم کے برائیان ہین ایک تو غیبت اور دوسرا اپنی ستایش اگر مقصود اصلحہ اللہ سے محض دعا ہی تو پوشیدہ ہونا چاہئیے۔ تاکہ کسیکی بدنامی نہونے پاوے۔ غیبت کے نسبت جو زجر کہ قران مجید مین وارد ہی وہ انسان کے عبرت کے لئے کافی ہی قولہ تعالی وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ غیبت نہ کرے کوہی شخص کسیکی۔ کیا تم مین سے کوہی شخص ایسا ہے

دوست رکہتا ہی کہ اپنے بہائی کا گوشت کہاوے درانحالیکہ وہ مرا ہوا ہو۔
پس کراہت کروگے تم اوس سے۔ اس تشبیہہ سے مقصود یہہ ہی کہ غیبت
سے انسان کے دل کو ویسی ہی تکلیف پہنچتی ہے جیسا کہ گوشت کو جسم سے
جدا کرنے سے بہرحال غیبت سے سخت احتراز کرنا چاہئے۔ غیبت سے
بچنے کا عمدہ ذریعہ یہہ ہے کہ انسان اپنی مصائب ظاہری اور باطنی پر
غور کرے اور سمجہے کہ جو اسباب خود اپنی خرابی کے باعث ہین وہی دوسرے
کے لئے بھی ہین پس جبکہ کوی شخص اپنی فضیحت کو گوارا نہین کرتا ہے تو
دوسرے کے اظہار عیوب سے بھی محترز رہنا چاہئے۔ بلکہ اگر تم کسیکی
عیب پوشی کروگے تو تمہارے عیبون کو خدا چہپاویگا۔ اگر تم دوسرے
کو رسوا کروگے تو اوسکے بدلے مین خداوند عالم تمکو دین و دنیا مین رسوا
اور شرمسار کردیگا۔ اگر انسان کو اپنا ظاہری یا باطنی کوی عیب ہی
نہ معلوم ہو تو سمجہہ لیا جاوے کہ یہہ حماقت کی علامت ہی۔ اور کوی عیب
حماقت سے بڑہکر نہین ہے۔ اگر خدا کو تمہاری بہلای منظور ہو تو وہ تمکو
تمہارے عیبون پر مطلع کراویگا۔ اس صورت مین اپنے آپ کو بے عیب خیال کرنا عین
جہل ہی۔ بالفرض اگر کسی مین کوی عیب دینی اور دنیوی نہو تو اوسپر لازم ہی کہ اس نعمت کا شکر

شکر بجا لائے نہ یہہ کہ اونکی عیب چینی اور بدگوئی سے سرمایۂ خسران فراہم کرے

(۴) طعن - اعتراض خصومت سے احتراز چاہیے - کیونکہ اس فعل سے مخاطب کو ایذا پہونچتی ہے - اور اپنی خودنمائی ہوتی ہے - علاوہ اسکے ان امور کے ارتکاب سے مفت اپنے عیش کو تلخ کرنا ہے - کیونکہ اگر مخاطب جاہل ہے تو وہ بھی فوراً بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاویگا اور اگر سلیم الطبع ہے تو اوسوقت ٹال جاویگا - مگر اوسکے دل میں برای رہیگی اور ضرور کبھی نہ کبھی نقصان پہونچاویگا - قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُبْطِلٌ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسرے کی بات کاٹے اور جھگڑا کرنا چھوڑدے اوسی حالت میں کہ وہ باطل پر ہو خدا تعالی اوسکے لئے وسط جنت میں گھر بناویگا اور جو دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا ترک کرے اوس صورت میں کہ وہ حق پر ہو تو خدا ہی تعالی اوسکے لئے اعلاء جنت میں جگہہ دیگا - ایسے موقع میں شیطان کے فریب سے بچنا چاہیے کہ وہ اکثر اسبات کی ترغیب دیتا ہے کہ سچی بات

سے کے ظاہر کرنے مین تامل کیا جاے گو یہہ سچ ہے مگر وہین تک جبکہ
وہ بطریق نصیحت ہو۔ اگر اسمین بھی نمایش شریک ہوگئی تو شیطان کی
ہنسائی کا باعث ہی۔ جو شخص اس زمانہ کے علماء سے مخالطت پیدا کرے
اوسکی طبیعت مین توان امور کا زیادہ تر اثر ہو جاتا ہے یعنے بغیر لڑائی
جھگڑے کے اوسے فرصت ہی نہین ہوتی۔ کیونکہ وہ اسکو سرمایہ
فضل وکمال سمجھتے ہین۔
(۵) تزکیہ نفس۔ یعنے انسان اپنے آپ کو بطریق ستایش آلایش
دنیوی سے پاک نہ خیال کرے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ
هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے نفوس کو
پاک نہ سمجھو۔ وہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہے
ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ وہ کون بات ہی جو سچی ہو مگر بری۔ تو اوسنے
کہا کہ اپنے آپ تعریف کرنے گو سچی ہو۔ خودستائی مین دو قباحتین
اور بھی ہین ایک تو یہہ کہ آدمی ابناے جنس مین ذلیل ہو جاتا ہے
دوسرا خدا کے پاس گنہگار۔ خودبینی کی برائی تو انسان کو اوسوقت
معلوم ہو سکتی ہی کہ جب وہ دوسرے خودپسندون کو بچشم عبرت

دیکھیے۔ کہ کیسی کراہت طبیعت مین پیدا ہوتی ہی۔ پس ایسے فعل قبیح کے
ارتکاب سے خود وہ دوسرون کے پاس کیونکر مقبول ہوسکتا ہی
(۶) لعنت سے انسان کو بہت ہی بچنا چاہئے۔ خواہ کسی انسان کے
نسبت ہو خواہ حیوان واجناس کے جیسی غلہ وغیرہ۔ اہل قبلہ کے
نسبت شرک، دکفر یا منافقی کا اطلاق منع ہے۔ کیونکہ بندون کے
بہید کا جاننے والا خدا ہے۔ خدا اور بندون کے درمیان مین
دخل دینا بیجا ہئے۔ لعنت کوئی ضروری چیز نہین ہی کہ جس سے باز پرس
کا خدشہ ہو بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے سکوت کیا جائے
تو کچھ سوال نہوگا برخلاف اسکے اگر کسی چیز پر لعنت کروگے تو ضرور
مواخذہ عقبیٰ مین گرفتار ہوجاؤگے۔ خدا کی بنائی ہوئی چیزون
کے مذمت نکرنی چاہئے حدیث شریف مین وارد ہی کہ جناب
رسالت مآب علیہ افضل التحیۃ والسلام برے سے برے کہانے کی
بھی کبھی شکایت نہین کرتے تھے بلکہ عادت شریف یہہ تھی کہ اگر رغبت
ہوتی تو تناول فرماتے والا چھوڑ دیتے تھے۔
(۷) کسیکے لئے بد دعا نکرنی چاہئے گو کسی نے ایذا بھی پہنچائی

ہو۔ کہ ظالم سے خود خدا سمجھہ لیگا۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ مظلوم اپنے ظالم کے ہلاک کی خواہش کریگا تاکہ اوس مظلمہ کا بدل ہو جاے جو ظالم سے سرزد ہوا تہا۔ اس بدل مین ظالم کا حق مظلوم پر باقی رہ جائیگا۔ جس کا مواخذہ قیامت کے روز مظلوم سے ہوگا۔ بعض لوگون نے حجاج بن یوسف کے نسبت اوس کے ظلم کے لحاظ سے زبان درازی کی ہے اسکی نسبت بہی علماء سلف کا بیان ہی کہ اس زبان درازی کا ان لوگون سے قیامت مین مواخذہ ہوگا گو اوس سے بہی اوس کے ظلم کے نسبت باز پرس ہوگی۔

---

(۸) تمسخر اور مزاح سے حفاظت لازم ہی یہہ ایسی بُری چیز ہے کہ اس سے بوجہ شرمندگی لوگون کا منہ فق ہو جاتا ہے۔ اور رعب و داب مین فرق پڑجاتا ہی۔ مسخری آدمی سے لوگون کو وحشت ہوتی ہے۔ تمسخر اکثر دلشکنی کا باعث اور خصومت و برہمی مزاج اور قطع محبت کی جڑ ہی۔ دلون مین اس سے حسد کی بنیاد قایم ہو جاتی ہے۔ بہر حال اس سے جہانتک ممکن ہو احتراز کرین بلکہ انسان کو چاہئے کہ اس مضمون پر عمل کرین اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا۔ یعنے کلام لغو سے درگذر و امر

معروف اور نہی منکر کی ہدایت کرو۔ حقیقت مین یہہ ایک بڑی آفت
کی چیز ہی اس سے زبان کا بچنا بہت ہی دشوار ہی۔ اس سے بچنے کے لئے
عزلت یا خموشی سے بہتر کوی تدبیر نہین ہی۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ اکثر منہہ مین پتہر رکھا کرتے تھے تاکہ ایسی باتون سے بچین اور
زبان کیطرف اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ یہی چیز ہے کہ جس سے
مجہکو اندیشہ ہی جسقدر ہوسکے اسکی حفاظت کرو کہ اس سے بڑہکر انسان کیلئے
کوی مہلک چیز نہین ہی خواہ دنیا مین ہو یا آخرۃ مین۔

۳ حفاظت شکم مشتبہ اور حرام کہانے سے بچنا چاہیے۔ رزق حلال
کی کوشش کرین جب بقدر ضرورت ملجاے تو تہوڑی پہ ہی کفایت کرین
سیری سے کہانا دل کو سخت بنا دیتا ہی۔ قوت حافظہ مین فساد عبادت
اور حصول علم مین کہالت اسیکے بدولت پیدا ہوتی ہی۔ یہی باعث ہیجان
شہوت ہی۔ اسی سے لشکر شیطان کو تقویت پہونچتی ہے۔ جب طعام
حلال کا یہہ حال ہو تو واے بر حرام خوری۔ جو شخص کہ حرام کہاے
اور عبادت و تحصیل علم مین مشغول ہو تو اوسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوی
شخص منگین سے گہر بناے۔ اگر آدمی موٹے کپڑے اور کہانے

پر راضی ہوجاوے اور لذات شہوانی کو ترک کردے تو ارتکاب حرام
کی ضرورت نہین ہوتی۔ طلب حلال سے مقصود یہ ہے کہ تا بہ حد علم حرام
چیز کا ارتکاب نہو اجرت نوحہ۔ قیمت شراب۔ سود۔ آلات لہو یعنے مزامیر
کے ذریعہ سے جو حاصل ہو سب حرام ہی۔ وقف کا مال بغیر شرط وقف
کنندہ کے کہانا حرام ہی۔ طالبعلمین کے لئے جو چیز وقف ہو وہ غیر طالب
العلم کیلئے ناجائز ہی۔ مردود الشہادت کے پاس کہانا حرام ہی۔ اور
جو چیز صوفیاے کرام کے نام سے لیجاوی خواہ از قبیل وقف ہو یا نہو
اس مین تصرف حرام ہی۔ مصنف کتاب (امام غزالی رح) نے احیاء علوم
مین اسکی تفصیل ایک خاص باب مین لکھی ہی اگر اس سے زیادہ تفصیل
معلوم کرنی ہو تو احیاے علوم دیکھین کہ معرفت حلال و حرام کے بہی
فرض ہی۔

۵ فرج۔ ارتکاب حرام سے فرج کا بچانا ضرور ہی۔ دیکھو خداوند عالم
کا کیا ارشاد ہوتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۔ ارتکاب حرام سے آدمی اوس وقت
تک نہین بچ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت نکرے اور جن

چھوڑنی امید رکھے کیونکہ اگر خدا سے سچی اور نیک امید ہوتی تو اوس کے احکام کی تعمیل کرنا اور نیک اعمال کی رغبت ہونا بھی ضرور ہے۔ بغیر اس کے صرف اس قسم کا خیال کر لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص عالم ہونے کا تو خواہشمند ہو مگر لکھنے پڑھنے کی کوشش نکرے اور فقط یہہ بات دلمین قرار دیلے کہ خداوند عالم کریم و رحیم ہے اور اسبابات پر قادر ہے کہ بغیر کسب علوم کے بھی دولت علم سے سرفراز کرے جیسا کہ خاص خاص بندون کے ساتھہ سلوک کیا ہے۔ یہہ بات ویسی ہے کہ حصول مال کی تو خواہش ہو مگر کسب و تجارت کا کچھہ بھی خیال نہو۔ اور صرف یہہ مان لیا جاسے کہ ہرگاہ خدا خزاین سماوات و ارض کا مالک ہے ممکن ہے کہ کوئی خزانہ ہمکو بھی دیدے۔ مگر ہر شخص کو اسطرح کا خیال کر کے کوشش کا چھوڑ دینا محض احمقی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنے انسان صرف اپنی سعی سے ممتع ہو سکتا ہے۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ یعنے تمہارے اعمال کی جزا تمکو ملیگی۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔ نیک بندے بہشت مین ہین اور بدکار جہنم مین۔ جب یہہ حال ہے تو انسان کو زاد آخرت کے جمع کرنے مین ہرگز کوتاہی نکرنی چاہیئے۔ دنیا اور آخرت کا مالک وہی رحیم و کریم ہے

پر راضی ہوجاوے اور لذات شہوانی کو ترک کردے تو ارتکاب حرام
کی ضرورت نہین ہوتی۔ طلب حلال سے مقصود یہہ ہے کہ تا بہ حد علم حرام
چیز کا ارتکاب نہو۔ اجرت زنیہ۔ قیمت شراب۔ سود۔ آلات لہو یعنے مزامیر
کے ذریعہ سے جو حاصل ہو سب حرام ہی۔ وقف کا مال بغیر شرط وقف
کنندہ کے کہانا حرام ہی۔ طالبعلمون کے لئے جو چیز وقف ہو وہ غیر طالب
العلم کیلئے ناجائز ہی۔ مردود الشہادت کے پاس کہانا حرام ہی۔ اور
جو چیز صوفیاے کرام کے نام سے لیجاوی خواہ از قبیل وقف ہو یا نہو
اس مین تصرف حرام ہی۔ مصنف کتاب (امام غزالی رح) نے احیای علوم
مین اسکی تفصیل ایک خاص باب مین لکھی ہی اگر اس سے زیادہ تفصیل
معلوم کرنی ہو تو احیاے علوم دیکھین کہ معرفت حلال و حرام کے بھی
فرض ہی۔

۵ فرج۔ ارتکاب حرام سے فرج کا بچانا ضروری ہی۔ دیکھو خداوند عالم
کا کیا ارشاد ہوتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ۔ ارتکاب حرام سے آدمی اسوقت
تک نہین بچ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت نکرے اور جس

چھوڑ امید رکھے کیونکہ اگر خدا سے سچی اور نیک امید ہوتی تو اوس کے احکام کی تعمیل کرنا اور نیک اعمال کی رغبت ہونا بھی ضرور ہے۔ بغیر اس کے صرف اس قسم کا خیال کر لینا ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص عالم ہونے کا تو خواہشمند ہو مگر لکھنے پڑھنے کی کوشش نکرے اور فقط یہہ بات دلمین قرار دے کہ خداوند عالم کریم و رحیم ہے اور سب بات پر قادر ہے کہ بغیر کسب علوم کے بھی دولت علم سے سرفراز کرے جیسا کہ خاص خاص بندون کے ساتھہ سلوک کیا ہے۔ یہہ بات ویسی ہے کہ حصول مال کی تو خواہش ہو مگر کسب و تجارت کا کچھہ بھی خیال نہو۔ اور صرف یہہ مان لیا جاوے کہ ہر گاہ خدا خزاین سماوات و ارض کا مالک ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی خزانہ ہمکو بھی دیدے۔ مگر ہر شخص کو اسطرح کا خیال کر کے کوشش کا چھوڑ دینا محض احمقی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنے انسان صرف اپنی سعی سے متمتع ہو سکتا ہے۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ یعنے تمہارے اعمال کی جزا تمکو ملیگی۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ۔ نیک بندے بہشت مین ہین اور بدکار جہنم مین۔ جب یہہ حال ہے تو انسان کو زاد آخرت کے جمع کرنے مین ہرگز کوتاہی نکرنی چاہئے۔ دنیا اور آخرت کا مالک وہی رحیم و کریم ہے

ہماری طاعت سے کچھ اوس کا کرم زیادہ نہین ہوتا۔ اوسکا غایت کرم یہی ہے کہ ہمکو نعیم دایم کے حصول کی راہ بتا دے اور نعیم دایم یہی ہے کہ انسان اس چند روزہ دنیا مین ترک شہوات پر قادر ہوسکے اور ہوس باطل کے درپے نہو۔ لیعنے یہہ خیال نکرے کہ بغیر عمل کے بہی نجات ہو جائیگی کیونکہ بغیر تخم بونے کے درو کی امید کرنا عبث ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ انبیا اور صالحین کی اتباع کیجاے۔ کہ سوای عمل صالح کے مغفرت کی آرزو بیفایدہ ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا جو شخص مشتاق لقا اپنے رب کا ہو تو اوسکو عمل نیک کرنا چاہئیے۔ اور نیز اسباب کو سمجہنا چاہئیے کہ اعمال جوارح کا منشا دل ہے۔ اگر برے افعال سے اپنے جوارح کی حفاظت منظور ہو تو پہلے دل کے صفائی کی کوشش کرے۔ دل کے صفائی کے لئے باطنی تقوی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دل ایک ایسا چیز ہے کہ اگر یہہ پاک ہو تو سب جسم اسکے ساتھ پاک ہو جاتا ہے اگر یہہ خراب ہو اور اس مین فساد پیدا ہو جاے تو تمام جسم مین فساد پیدا ہو جاتا ہے پس اسکے لئے مراقبہ کا التزام ضرور ہے۔

دل کے گناہون کے بیان مین

یہہ بات ظاہر ہی کہ صفات مذمومہ بہت ہین اور اس سے دلکو صاف کرنے کے طریقہ بھی بے انتہا ہین۔ مگر وہ طریقہ اسوجہ سے کہ انسان اپنے سب اوقات زینت دنیا کے حاصل کرنے مین کہو دیتا ہی بالکل مشکل ہوگئے ہین اور اوسکا علم بھی بالکلیہ مندرس ہوگیا ہی۔ (گو کتاب احیاء علوم کے ربع ثالث اور ربع رابع مین اسکا ذکر بہ تفصیل ہی) تاہم تین چیز جو بالکل خباثت قلب سے ہین اور جس سے احتراز ضروری ہی ذکر کئے جاتے ہین یعنے حسد۔ ریا اور عجب ان سے بہت ہی اپنے دلکو بچانا چاہیئے۔ اگر اس سے نجات ہو تو پہر دوسرے مہلکات سے بچنے کی توقع ہی اگر اسپر دسترس ہو تو پہر خدا ہی حافظ ہی۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ۔ تین چیز ہلاکت مین ڈالنے والے ہین ایک بخل ہی یعنے خدا اور خلق کا حق ادا نکرنا دوسرے خواہش نفسانی کی اطاعت کرنا۔ تیسرے خود بینی۔ حسد بھی بخل کا شعبہ ہی کیونکہ بخیل وہ ہی کہ جو اپنی چیز غیر کو نہ دے۔ اور شحیح اوسکو کہتے ہین کہ جو نعمات آلہی پر قادر ہو اور اوس کے صرف کرنے مین بخل کرے۔ حاسد جب دیکہتا ہی

کہ کوئی شخص نعمات الٰہی سے (یعنے علم و مال سے) مالا مال ہو تو اوسکو بہت ناگوار ہوتا ہی۔ بلکہ ہمیشہ اوسکے زوال منزلت کے خواہش کرتا رہتا ہی اگرچہ کسیکی زوال نعمت سے اوسکا کوئی فائدہ نہین ہو مگر اسباب کا دھُن ضرور ہوگا۔ یہہ گویا انتہا درجہ کی خباثت ہی۔ اسواسطے حدیث شریف مین آیا ہی اَلْحَسَدُ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنے جیسی آگ لکڑی کو کہا جاتی ہی ویسا ہی حسد نیکیون کو چٹ کرجاتا ہی۔ حاسد ایسا بدبخت ہی کہ کبھی اوسپر رحم نہوگا وہ ہمیشہ عذاب دنیا مین مبتلا رہیگا کیونکہ دنیا مین اکثر بندہ ایسے ہین کہ جو انعام الٰہی سے سرفراز ہین اوسکا دیکھنا ہی اوسکے لئے جہنم کا کام دیگا۔ جب کہ دنیا کے عذاب کا یہہ حال ہو تو آخرت کا اللہ ہی نگہبان ہی۔ انسان اوسوقت تک حقیقت ولذت ایمان سے مستفیض نہین ہوسکتا جب تک کہ وہ اوس چیز کو جو اپنے لئے پسند اور دوست رکہتا ہی تمام مسلمانون کے لئے دوست نہین رکہتا۔ ظاہر و باطن تمام کے ساتھ ایک قسم کا برتاؤ چاہیئے کیونکہ سب مسلمان مثل بنائے واحد کے ہین اور ایک کو دوسرے سے تائید ملتی ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہی **قطعہ** بنی آدم اعضای یکدیگر اند

کرد آفرینش نیک جوہر اللہ ❊ چون مقصود پیدا ہوا آورد روزگار ❊

در گرفتہ یار انیا نہ قرار ❊ پس جبتک اسقدر ہمدردی اور محبت باہمی انسان

مین نہ پیدا ہو اوسوقت تک ثمرہ اعمال کے امید رکھنا اور ہلاکت سے

بچنے کا خیال کرنا بیہودہ ہے

۳ ریا - یہ تو شرک خفی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِتَّقُوا الشِّرْکَ الْاَصْغَرَ قَالُوْا وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ فرمایا

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شرک اصغر سے بچو تو

پوچھا حاضرین نے کہ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا

کہ ریا ہے۔ اصل معنی ریا کے یہ ہین کہ باظہار خصایل نیک لوگون کے

دلون مین جگہ پیدا کرنا۔ تاکہ نمایش و منزلت حاصل ہو حب جاہ انسان

مین صرف بوجہ اتباع خواہش نفسانی پیدا ہوجاتی ہے اس مین اکثر لوگ تباہ

اور برباد ہو چکے ہین اور ہوتے جاتے ہین۔ لوگ اگر انصاف کرین

تو عجیب کہ دنیوی اعمال تو رہے درکنار اونکے علوم و عبادات کی

تہ مین بھی ریا و نمایش ہے اور یہ ایسی بری بلا ہے کہ اعمال حسنہ کے

ثواب کو برباد کئے دیتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب

بعض شہید قیامت کے دن دوزخ کے طرف کہنچے جائینگے تو عرض کرینگے کہ اے پروردگار یہہ فعل تو ہمنے تیری خوشنودی کے لئے کیا تہا کیا اسکی یہی جزا ہے۔ تو جناب باری سے حکم ہوگا کہ نہین تمھاری یہہ خواہش تہی کہ لوگ تمکو جوانمرد کہین سو تمھاری یہ خواہش پوری ہوچکی یعنے تم لوگون مین شجاع کہلائے پس تمہارے لئے یہی اجر تہا۔ یہی حال علما و حجاج و دواعظین وغیرہ کا ہے۔ عجب و کبر و فخر۔ یہہ تو بڑی سخت بیماری ہے۔ عجب وہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بنظر عظمت اور دوسرے کو بنظر ذلت وحقارت دیکھے۔ اور ہر بات مین ہم منم زبان پر ہو جیسا کہ ابلیس لعین کا دعوی ہتا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ مین آدم سے اچہا ہون کیونکہ تونے مجہکو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ عجب سے غرض یہہ ہے کہ لوگون مین اپنی توقیر ہو اور ہر کام اور ہر بات مین لوگ اپنی عزت کرین کبر کی یہہ معنی ہین کہ ہدایت نیک کے قبول کرنے مین نفس مین گریز ہو۔ اور تردید قول سے بچ۔ المختصر جو شخص کہ اپنے کو دوسرون سے اچہا سمجہے وہ متکبر ہے۔ بلکہ انسان کو یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ نیک وہ شخص ہے جو خدا کے پاس بہی نیک ہو مگر اسکا معلوم کرنا محال

ہے کیونکہ وہ متعلق بعلم غیب ہے اسکا حال وقت اخیر معلوم ہوسکیگا۔ یہہ
خیال کر لینا کہ ہم ہی سب سے اچھے ہین جہالت ہے بلکہ چاہئے تو یہہ
کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھے۔ مثلاً بچون کو دیکھین تو یہہ خیال
کرین کہ یہہ کم سن ہین انہونے معصیت نہین کی ہے۔ اور ہم گناہ مین
مبتلا ہین۔ بیشک یہہ ہم سے اچھے ہین۔ اگر بوڈھون کو دیکھین تو یہہ خیال
کرین کہ انہونے بوجہ کبرسنی ہم سے زیادہ عبادت کی ہے۔ اس لئے
یہہ ہم سے بہتر ہین۔ اگر عالم ہون تو یہہ سمجھین کہ انکو خدا نے ایسی بزرگی
دی ہے جو ہم مین نہین ہے۔ تو ہم انکے برابر کیونکر ہوسکتے ہین۔ اگر کسی
جاہل کو دیکھین تو یہہ سمجھین کہ اس نے بوجہہ لاعلمی برائی کی اور ہم نے
جان بوجھ کر معصیت کی ہے ہمین پر سخت عذاب ہوگا۔ اگر کافر ہو تو
یہہ خیال کرے کہ شاید یہہ کبھی مسلمان ہوجاے اور اسکا خاتمہ بخیر ہو
ممکن ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ہوجاے اور ہم مردود رہین۔ الحاصل
تکبر اوسوقت تک دفع ہو نہین سکتا جب تک کہ پوری طرح یہہ یقین
نہو جاے کہ بزرگ وہ ہے جو خدا کے پاس بزرگ ہے۔ اور اسکا معلوم
کرنا خاتمہ پر موقوف ہے۔ جب یہہ بات بالکلیہ خاطرنشین ہوجاے تو

رفتہ رفتہ تکبر ورفع ہو سکتا ہے کیونکہ خاتمہ کا کسکو علم ہے۔ خدا مقلب القلوب
ہے جس کو چاہا ہدایت پر لایا اور جسکو چاہا گمراہ کیا۔ حسد وغیرہ کے برائیون
مین تو بہت سے احادیث ہین مگر یہان صرف ایک حدیث کا نقل کرنا
باقتضاے مقام کافی ہوگا۔ رَوَی ابْنُ الْمُبَارَکِ بِاِسْنَادِہٖ عَنْ رَجُلٍ اَنَّہٗ
قَالَ لِمُعَاذٍ یَا مُعَاذُ حَدِّثْنِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم
فَبَکٰی مُعَاذٌ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ لَا یَسْکُتُ ثُمَّ سَکَتَ ثُمَّ قَالَ وَاشَوْقَاہُ
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلٰی لِقَائِہٖ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا مُعَاذُ اِنِّیْ مُحَدِّثُکَ بِحَدِیْثٍ
اِنْ اَنْتَ حَفِظْتَہٗ نَفَعَکَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنْ اَنْتَ ضَیَّعْتَہٗ وَلَمْ تَحْفَظْہُ
اِنْقَطَعَتْ حُجَّتُکَ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَا مُعَاذُ اِنَّ اللّٰہَ
تَبَارَکَ وَتَعَالٰی خَلَقَ سَبْعَۃَ اَمْلَاکٍ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ
وَالْاَرْضَ فَجَعَلَ لِکُلِّ سَمَاءٍ مِّنَ السَّبْعِ مَلَکًا بَوَّابًا عَلَیْہَا
فَتَصْعَدُ الْحَفَظَۃُ بِعَمَلِ الْعَبْدِ مِنْ حِیْنَ اَصْبَحَ اِلٰی حِیْنَ اَمْسٰی
لَہٗ نُوْرٌ کَنُوْرِ الشَّمْسِ حَتّٰی اِذَا صَعِدَتْ بِہٖ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا
زَکَّتْہُ وَکَثَّرَتْہُ فَیَقُوْلُ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہَا لِلْحَفَظَۃِ اِضْرِبُوْا بِہٰذَا

الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا صَاحِبُ الْغِيْبَةِ أَمَرَنِيْ رَبِّيْ أَنْ لَا أَدَعَ
عَمَلَ مَنِ اغْتَابَ النَّاسَ يُجَاوِزُنِيْ إِلَى غَيْرِيْ قَالَ ثُمَّ تَأْتِي الْحَفَظَةُ
بِعَمَلٍ صَالِحٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعَبْدِ فَتَمُرُّ بِهِ فَتُزَكِّيْهِ وَتُكَثِّرُهُ حَتّٰى تَبْلُغَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ
الثَّانِيَةِ فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوْا وَاضْرِبُوْا بِهٰذَا الْعَمَلِ
وَجْهَ صَاحِبِهِ إِنَّهُ أَرَادَ بِعَمَلِهِ عَرَضَ الدُّنْيَا أَنَا مَلَكُ الْفَخْرِ
أَمَرَنِيْ رَبِّيْ أَنْ لَا أَدَعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِيْ إِلَى غَيْرِيْ إِنَّهُ كَانَ يَفْتَخِرُ
عَلَى النَّاسِ فِيْ مَجَالِسِهِمْ أَنَا مَلَكُ الْفَخْرِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
بِعَمَلِ الْعَبْدِ يَبْتَهِجُ نُوْرًا مِنْ صَدَقَةٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ قَدْ أَعْجَبَ
الْحَفَظَةَ فَيُجَاوِزُوْنَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ
الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوْا وَاضْرِبُوْا بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ أَنَا مَلَكُ
الْكِبْرِ أَمَرَنِيْ رَبِّيْ أَنْ لَا أَدَعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِيْ إِلَى غَيْرِيْ إِنَّهُ
كَانَ يَتَكَبَّرُ عَلَى النَّاسِ فِيْ مَجَالِسِهِمْ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
بِعَمَلِ الْعَبْدِ يَزْهُوْ كَمَا يَزْهُو الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ لَهُ دَوِيٌّ مِنْ
تَسْبِيْحٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَحَجٍّ وَعُمْرَةٍ حَتّٰى يُجَاوِزُوْا بِهِ
إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوْا وَاضْرِبُوْا

بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهٖ وَظَهْرَهٗ وَبَطْنَهٗ اَنَا صَاحِبُ الْعُجُبِ
اَمَرَنِیْ رَبِّیْ اَنْ لَّا اَدَعَ عَمَلَهٗ یُجَاوِزُنِیْ اِلٰی غَیْرِیْ اِنَّهٗ کَانَ
اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَدْخَلَ الْعُجُبَ فِیْهِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
بِعَمَلِ الْعَبْدِ حَتّٰی یُجَاوِزَ ذُوَابَهُ السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ کَاَنَّهُ الْعَرُوْسُ
الْمَزْفُوْفَةُ اِلٰی بَعْلِهَا فَیَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوْا وَاضْرِبُوْا
بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهٖ وَاحْمِلُوْهُ عَلٰی عَاتِقِهٖ اَنَا مَلَكُ الْحَسَدِ
اِنَّهٗ کَانَ یَحْسُدُ مَنْ یَتَعَلَّمُ وَیَعْمَلُ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ وَکُلُّ مَنْ کَانَ یَاْخُذُ
فَضْلًا مِنَ الْعِبَادَةِ کَانَ یَحْسُدُهُمْ وَیَقَعُ فِیْهِمْ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ
اَنْ لَّا اَدَعَ عَمَلَهٗ یُجَاوِزُنِیْ اِلٰی غَیْرِیْ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
بِعَمَلِ الْعَبْدِ لَهٗ ضَوْءٌ کَضَوْءِ الشَّمْسِ مِنْ صَلٰوةٍ وَزَکٰوةٍ وَحَجٍّ
وَعُمْرَةٍ وَجِهَادٍ وَصِیَامٍ یَتَجَاوَزُوْنَ بِهٖ اِلَی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ
فَیَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قِفُوْا وَاضْرِبُوْا بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ
صَاحِبِهٖ اِنَّهٗ کَانَ لَا یَرْحَمُ اِنْسَانًا قَطُّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ اَصَابَهٗ
بَلَاءٌ اَوْ مَرَضٌ بَلْ کَانَ یَشْمَتُ بِهٖ اَنَا مَلَكُ الرَّحْمَةِ اَمَرَنِیْ
رَبِّیْ اَنْ لَّا اَدَعَ عَمَلَهٗ یُجَاوِزُنِیْ اِلٰی غَیْرِیْ قَالَ وَتَصْعَدُ

الحفظة بعمل العبد من صوم وصلاة ونفقة وجهاد و
ورع له دوي كدوي النحل وضوء كضوء الشمس ومعه ثلثة
الاف ملك فيجاوزون به الى السماء السابعة فيقول
لهم الملك الموكل بها قفوا واضربوا بهذا العمل وجه صاحبه
واضربوا جوارحه واقفلوا به على قلبه فاني احجب عن ربي
كل عمل لم يرد به وجه ربي انه انما اراد بعمله غير الله
تعالى انه اراد به رفعة عند الفقهاء وذكرا عند العلماء
وصيتا في المداين امرني ربي ان لا ادع عمله يجاوزني
الى غيري وكل عمل لم يكن لله تعالى خالصا فهو رياء ولا يقبل
الله عمل المرائي قال وتصعد الحفظة بعمل العبد من صلاة و
زكواة وصيام وحج وعمرة وخلق حسن وصمت وذكر الله تعالى
فتشيعه ملائكة السماوات السبع حتى يقطعوا به الحجب
كلها الى الله تعالى فيقفون بين يديه ويشهدون له
بالعمل الصالح المخلص لله تعالى فيقول الله تعالى انتم الحفظة
على عمل عبدي وانا الرقيب على ما في قلبه انه لم يرد بي

بهذا العمل وإنما أراد به غيري فعليه لعنتي فتقول الملائكة كلها عليه
لعنتك ولعنتنا وتلعنه السماوات السبع ومن فيهن ثم بكى معاذ
وانتحب انتحابا شديدا وقال معاذ قلت يا رسول الله أنت رسول الله
وأنا معاذ كيف لي بالنجاة والخلاص من ذلك قال اقتد بي وإن
كان في عملك نقص يا معاذ حافظ على لسانك من الوقيعة في
إخوانك من حملة القرآن خاصة واحمل ذنوبك عليك ولا
تحملها عليهم ولا تزك نفسك بذمهم ولا ترفع نفسك عليهم
ولا تدخل عمل الدنيا في عمل الآخرة ولا تراء بعملك ولا
تتكبر في مجلسك لكي يحذر الناس من سوء خلقك ولا تناج رجلا
وعندك آخر ولا تتعظم على الناس فينقطع عنك خيرات الدنيا
والآخرة ولا تمزق الناس بلسانك فتمزقك كلاب النار يوم القيامة
في النار قال الله تعالى والناشطات نشطا هل تدري ما هن
يا معاذ قلت ما هي بأبي أنت وأمي يا رسول الله قال كلاب في النار
تنشط اللحم من العظم قلت بأبي أنت وأمي يا رسول الله من
يطيق هذه الخصال ومن ينجو منها قال يا معاذ إنه ليسير

عَلٰی مَنْ یَسَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِنَّمَا یَکْفِیْکَ مِنْ ذٰلِکَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِکَ فَاِذَنْ اَنْتَ یَا مُعَاذُ قَدْ سَلَکْتَ ابن مبارک سے روایت ہی کہ ایک شخص نے معاذ سے کہا ای معاذ وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے سُنی ہی۔ سایل کہتا ہے کہ یہہ سُنتے ہی معاذ اسقدر رونا شروع کئے کہ مین سمجہتا تہا۔ کہ وہ سکوت نکر سکینگے۔ پہر وہ یکبار ساکت ہوے اور واشوقاہ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والی القائہ کہہ کر بیان کئے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ ای معاذ مین تجہسے ایک حدیث کہتا ہون اگر تو اوسکو یاد رکہے تو نفع دیگی تجہ کو اللہ کے پاس۔ اگر تو اوسکو ضایع کردے یا بہول جاے تو پہر قیامت کے دن خدا کے سامنے تو کوئی دلیل پیش نکر سکیگا۔ اے معاذ قبل پیدا کرنے زمین و آسمان کے خداوند عالم نے سات فرشتون کو پیدا کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پہ دربان مقرر کیا۔ جو فرشتے کہ تحریر اعمال کے لئے معین ہین وہ صبح سے شام تک ہر شخص کے اعمال کو جو کچھ ہون آسمان پر لے جاتے ہین تو آسمان اول کا دربان

دکہ اس عمل کو صاحب عمل کے پاس ہی پہر لیجاو - مین صاحب
ہون مجہکو اللہ کا یہہ حکم ہی کہ جو شخص دوسرون کی غیبت کرتا
ہے اعمال کو روک دون. پہر یہہ فرشتہ دوسرے شخص
اعمال کو لیکر تعریف کرتے ہوے آسمان پر جاتے ہین یہانتک
دوسرے آسمان تک پہنچتے ہین تو وہان کا دربان کہتا
ن فرشتہ فخر ہون مجہکو ایسے شخص کے اعمال کو آگے بڑہانے
بازت نہین ہی کہ جسنے یہہ اعمال صرف منفعت دنیا کے
یے کیا ہی کیونکہ یہہ شخص اپنے اعمال کے گہمنڈ پر مجلسون
رکیا کرتا تہا پہر وہ فرشتہ ایک اور شخص کے نیک اعمال
ز قبیل صدقہ و صلواۃ و صوم ہین) نہایت تعجب کے ساتھ
آسمانون پر سے عبور کرتے ہوے تیسرے آسمان تک
بنا تو وہان کا دربان کہیگا کہ مین فرشتہ کبر ہون مجہکو حکم
لمبین کے اعمال کو نہ چہوڑون یہ شخص متکبر تہا اوس
ں اوس کے پاس ہی پہیر لیجاؤ- پہر اور ایک شخص کے اعمال نیک

مگر موکل آسمان چہارم کہیگا کہ مین صاحب عجب ہون اس شخص کے اعمال
مین عجب یعنے غرور شریک ہی مجھکو ایسے شخص کے اعمال کے چھوڑنے
کی اجازت نہین ہی۔ اسیطرح ایک اور شخص کے اعمال حسنہ مثل عروس
کے لئے ہوسے آسمان پنجم پر پہونچینگے تو وہان کا فرشتہ کہیگا کہ مین
صاحب حسد ہون اس شخص کے اعمال کو واپس لیجاؤ کہ یہہ جب کسیکو
ذی علم یا مثل اپنے کام کرتے ہوسے دیکھتا یا کسیکو اچھی حالت مین پاتا
تو حسد وعیب چینی کیا کرتا تہا۔ علی ہذا ہر ایک کے اعمال حسنہ کہ جسکی چمک چاند
کی سی ہوگی (از قبیل نماز۔ زکاۃ۔ حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ روزہ) لئے ہوسے
آسمان ششم پر پہونچینگے تو موکل آسمان ششم کہیگا کہ مین صاحب رحمت
ہون یہہ شخص کبھی کسی مصیبت زدہ و بلا رسیدہ پر رحم نہین کرتا تھا
بلکہ اس کی عادت تھی کہ ایسے لوگون کی شماتت کرے لہذا مین ایسے
شخص کے اعمال کو اوپر جانے دینے سے ممنوع ہون اسکے اعمال
پھیر لیجاؤ اسیطرح ہر ایک کے نیک اعمال (مثل نماز و روزہ نفقہ
وجہاد و اتقا کہ جسکی چمک دمک مثل آفتاب کے ہونگے لیکر ساتوین
آسمان تک عروج کرینگے لیکن جو موکل وہان متعین ہی کہیگا کہ مجھکو

شرم آتی ہی کہ ایسے شخص کے اعمال کو چھوڑ دون کہ جو اللہ کی خوشنودی
کے لئے تو نہین کئے گئے صرف علما و فقہا کے پاس اپنے علو ہمت
کے لحاظ سے کئے گئے ہین اس سے تو فقط شہرت منظور تھی۔ بہرحال
جو عمل کہ محض بہ نیت رضاے الٰہی نہ ہو وہ ریا ہی اور عمل ریائی اللہ
تعالی کے پاس مقبول نہین ہی۔ اسکے سوا بعض لوگون کے ایسے اعمال بھی ہونگے
جو ان سب مراتب سے گذر کے خاص بارگاہ قدس مین پہونچ جاینگے
اور کل ملایکہ اوس نیک عمل کی گواہی دینگے یا این جناب باری سے
ارشاد ہوگا کہ تم تو صرف محافظین اعمال ہو اور مین اسکا رقیب ہون
مجھکو اس شخص کے دلی قصد سے آگہی ہی۔ اس نے یہہ عمل خاص
میرے لیے نہین کیا ہی۔ بلکہ دوسرون کے دکھانے کے لئے
کیا ہی اسواسطے مین اس شخص پر لعنت کرتا ہون یہہ سنتے ہی
کل ملایکہ لعنت کرینگے بلکہ آسمان و زمین اور اوس مین رہنے والے
بھی لعنت کرینگے۔ یہہ سنتے ہی معاذ رونا شروع کئے اور ایک
چیخ ماری اور جناب رسالتماب صلعم سے عرض کئے کہ یا رسول اللہ
آپ تو رسول ہین اور مین معاذ ہون تو پھر فرمائیے کہ میری نجات

کی کیا سبیل ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری اقتدا کرو گو تمہارے اعمال مین
نقص ہو۔ اے معاذ اپنا ہی جنس کے غیبت سے (خاصۃً مسلمانون
کے اور عموماً سب کے غیبت سے) اپنی زبان کو بچاؤ۔ اپنی برائی کو اپنے
ہی تک محدود رہنے دو دوسرون کے تذکرہ مین مت باندھو۔ اور دوسرون
کی مذمت کرکے تم اپنے کو مت رسوا کرو۔ اعمال دنیا کو اعمال آخرت
مین مت شریک کرو۔ ریا مت کرو۔ تکبر کو چھوڑ دو کہ تمہاری خلق سے
جو لازمہ کبر ہے لوگ خایف نہو جائین لوگون کو دشنام مت دو تاکہ
دوزخ کے کتے تمکو نہ کاٹ کھائین۔ وہ جو خداوند عالم کا ارشاد ہے
والناشطات نشطا اے معاذ تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہے تو معاذ نے
عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون یا رسول اللہ آپ ہی
فرمائیے کہ وہ کیا ہے تو آپ نے کہا کہ وہ دوزخ کے کتے ہین ہڈیون
سے گوشت جدا کرتے ہین۔ تو معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی
خصلتون کا اختیار کرنا تو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ معلوم نہین کہ نجات
کیونکر ہو۔ تو ارشاد ہوا کہ اے معاذ اگر اللہ چاہے تو سب کچھ آسان ہے
مگر انسان کو اسقدر لحاظ ضرور ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ غیر کے

سے لئے بھی ویسی ہی عزیز رکھے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہ غیر کیلئے بھی اچھی نہ سمجھے اگر یہ بات ہو جاوے تو پھر سلامتی ہے۔ خالد بن معدان کہتے ہیں کہ اس حدیث کے سننے کے بعد مین نے کسیکو معافی سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے نہین دیکھا۔ بہر حال ان ابواب کے حصول کا خیال لازم ہے۔ یہہ سب خرابیان صرف اسوجہ سے پیدا ہو جاتے ہین کہ اکثر لوگ علم کو صرف جاہ و منزلت کے لئے حاصل کرتے ہین اور اسی وجہ سے اس بلا مین پھنس جاتے ہین بلکہ ان سے تو جاہل ہی اچھے کہ ایسے امور سے کوسون بھاگتے ہین۔ اسواسطے ان مہلکات سے حذر کرنا اور راہ قلب کے صفائی کی فکر کرنا بہت ضرور ہے۔ یہہ تینون خصلتین جو ذکر ہو چکین امہات خبایث قلب سے ہین اور اسکی جڑ حب دنیا ہے۔ اسواسطے جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ اور رہ جو اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ہے صرف اوس شخص کے لئے ہے جو دنیا کو اوسیقدر اختیار کرے کہ جس سے امور دینی مین تائید ہو۔ اور جسکی نیت یہہ ہو کہ صرف تنعمات دنیا مین پھنسے رہین اوس کے لئے تو باعث ہلاکت ہے۔ یہانتک تو ظاہر تقوی کا ذکر بقدر ضرورت بیان ہو چکا لیکن

اولاً ان معاملات کا امتحان انسان اپنے نفس کے ساتھ کرے اگر اس مین کامیابی ہو تو پھر احیاء العلوم کا مطالعہ کرے کہ جس مین باطن تقوی کا ذکر ہی۔ جب باطن تقوی سے بھی دل کی آراستگی ہو جاے تو اوسوقت بندہ اور خدا کے درمیان جو حجاب ہی رفع ہو جائیگا۔ انوار معارف منکشف ہونگے چشمہ ہای علوم نافعہ دریای دل سے جاری ہونگے۔ اسرار ملک و ملکوت کہل جائینگے۔ اور اوسوقت اون علوم باطنی پر بصیرت و قدرت حاصل ہو جائیگی کہ جس کے مقابلہ مین یہہ علوم ظاہری کہ جنکا ذکر تک صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ مین نہین تھا نظر سے گر جائینگے اگر یا این ہمہ اسی قیل و قال اور جھگڑے مین مبتلا رہنا پسند ہو تو بڑی ہی مصیبت کی بات ہی اور بے انتہا حسرت و ندامت کا معاملہ ہے۔

آداب صحبت و معاشرت با خداو با بندگان خدا

انسان کے حضر و سفر اور خواب و بیداری بلکہ موت و حیات مین جو رفیق ہی وہ وہی پروردگار ہی جو سبکا مالک اور خالق ہی۔ اور رفیق بھی ایسا کہ جب تم یاد کرو تو تمہارے ساتھ ہی۔ چنانچہ کس مہربانی سے

ارشاد ہوتا ہے کہ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِیْ اور جب بوجہ قصور عبادت و
ظہور معصیت کے کسیکا دل شکستہ ہو تو اوسکی عنایت کار مسیحائی کریگی
چنانچہ حکم ہوتا ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ اَجْلِیْ۔ اگر انسان
ذرا اسباب کو خوب سمجھ لے تو کیا سوای اللہ کے اور کسیکو اپنا معین
و حامی خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہین پس تمام اوقات اسی ملازمت فکر مین
صرف ہونا سرمایۂ نجات ہے۔ اگر اسکا التزام محال ہو تو جب کبھی رات دن
مین موقع ملے اپنے صاحب کے طرف رجوع کرنا۔ اور بعجز و الحاح
اپنے حاجات کا پیش کرنا بہت ضرور ہے اسیکو خلوت کہتے ہین اور
اس خلوت مین آداب مع اللہ کا لحاظ چاہئے جو چودہ ہین۔ ۱ سر جھکائے
رہین اور آنکھین بند ہون ۲ بالکلیہ خداوند عالم کیطرف متوجہ ہون۔
۳ ساکت رہین ۴ جوارح مین سکون ہو ۵ امتثال اوامر کی پابندی ہو
۶ اور نیز اجتناب از نواہی کی بھی ۷ راضی برضاے الٰہی ہو۔
۸ مداومت ذکر کے قلب و لسان سے رہے ۹ فکر نعماے الٰہی ہو۔
۱۰ حق بات کا اختیار کرنا باطل کا ترک کرنا ۱۱ مخلوقات سے ہر حال
مین قطع امید کرنا ۱۲ خضوع بخوف و ہیبت الٰہی ۱۳ انکسار مع الحیاء

۱۷ اسباب کسب سے ہاتھ دہونا کیونکہ خدا رزق کا ضامن ہے۔ وَمَا مِنْ
دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَے اللّٰہِ رِزْقُہَا اللہ کے فضل پر توکل کرنا
کیونکہ سواے خدا کے کوئی مربی نہین ہے۔ یہہ آداب اسطرح اختیار
کئے جائین کہ گویا عادت مین داخل ہوجائین۔ کیونکہ یہہ آداب
اوس مالک کے ساتھ ہین جو ایک لحظہ اپنے بندون سے جُدا
نہین ہوتا۔ مخلوقات کی محبت و ملاقات ایسی نہین ہے کہ وہ کبھی
ملتے ہین اور کبھی جدا رہتے ہین اگر کوئی عالم ہے تو اوسکو معلوم کرنا
چاہیئے کہ عالم کے سترہ آداب ہونے چاہئین۔

آداب عالم

۱ بردباری ۲ لزوم حلم ۳ مجلس مین وقار اور آئین کے ساتھ
بیٹھنا ۴ بندگان خدا کے ساتھ تکبر نکرے مگر ظالم کے ساتھ تاکہ
اوسکو زجر ہو ۵ محافل و مجالس مین تواضع کا لحاظ رکھنا ۶ ترک ہزل
و مزاح ۷ شاگردون پر مہربانی کرنا اور جہال سے درگذر کرنا
۸ نیک تفہیم سے بلید الطبع کی اصلاح کرنا ۹ بلید الطبع پر غضب نکرنا
۱۰ جو بات معلوم نہو اوس سے صاف اقرار کرنا اور کچھ شرم نکرنا۔

۱۱ سایل کے تفہیم مین جہانتک ممکن ہو کوشش کرنا ۱۲ دلیل کو ماننا گو دشمن بہی پیش کرے۔ ۱۳ سچی بات کا ماننا اگرچہ اپنے سے کم مرتبہ شخص کہے ۱۴ طالبعلمون کو مضر علم کے حاصل کرنے سے جیسا سحر و نجوم و رمل وغیرہ منع کرنا ۱۵ طلباء کو اسباب سے منع کرنا کہ وہ علوم نافع یعنے علوم دین سے دنیوی اغراض متعلق نکرین ۱۶ طلباء کو قبل ازادای فرض عین فرض کفایہ کے طرف رجوع کرنے سے منع کرنا فرض عین یہہ ہی کہ ظاہر و باطن تقوی سے آراستہ ہو ۱۷ پابندی عمل کیونکہ بغیر عمل کے دوسرون پر نصیحت موثر نہین ہوتی۔

آداب طلبا

۱ اوستاد کو سلام کرنا اور باجازت اونکی خدمت مین حاضر ہونا ۲ اوستاد کے سامنے بڑہ زبانی نکرنی ۳ جب تک اوستاد کسی بات کو نہ پوچہے اپنی طرف سے کچہہ بیان کرے ۴ جبتک اوستاد کی اجازت نہو کوی چیز طلب نکرنا ۵ اوستاد کے قول سے تعارض نکرنا۔ یعنے یہہ کہنا کہ فلان شخص نے آپ کے برخلاف اسطرح بیان کیا ہی۔ ۶ خلاف رای اوستاد کے کوی کلام

ہ جس مجلس میں اوستاد موجود ہو پہر دوسرے شخص سے سا
مشورت کرنا منع ہی ۸ اوستاد کے سامنے با ادب بیٹھے اور تند
سے ۹ اگر اوستاد غمگین یا فکرمند ہو تو زاید سوالات نکرنا چاہئے
ب اوستاد اوٹھے تو آپ بھی تعظیما اُٹھ کہڑے ہونا چاہیے ۱
اوستاد مجلس سے اوٹھے تو اوس سے باتین اور سوال کرتا ہوا پیچھے پیچھے
استے مین چلتے چلتے سوال نکرین الا یہہ کہ وہ اپنے قیام گا
جائین ۱۳ استاد سے بدظنی نکرے۔ گو اوستاد سے
یکروہ سرزد ہوا ہو۔ اگر اس قسم کا خیال بھی ہو تو وہ قول جو مو
سلام نے خضر علیہ السلام سے کہا تھا یاد کرے جو یہہ تھا "
ہلاکت اہل کشتی کے کشتی کو توڑ دیا تہا"۔ گو اس طرح موسی علیہ ا
ابتداءً خضر علیہ السلام کے حرکت کو مکروہ خیال کر کے کہا
یقت چونکہ وہ فعل شریعت باطن کے موافق تہا لہذا آخر پہر ا
دیق کی۔

اولاد کے آداب والدین کے ساتھ

ملحوظ رہے ۳ اطاعت اگرچہ مضر ہو (مگر یہہ کہ حد معصیت تک پہونچ جاے) لازم سمجھے ۴ چلنے مین ماںباپ پر سبقت نکرے ۵ والدین کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کرے ۶ اگر والدین بلائین تو کہے کہ جی حاضر ہوا یعنے بالفاظ تعظیم جواب دے ۷ ہر بات اور ہر کام مین والدین کے رضامندی کا خیال رہے ۸ والدین کے ساتھ بعجز و تواضع پیش آوے۔ انکی خدمت خود کرے ۹ والدین پر کسی بات کی منت نرکھے ۱۰ کبھی اونپر بنظر غضب نہ دیکھے ۱۱ ترش روئی سے پیش آئے ۱۲ بغیر اذن والدین کے سفر نکرے ۔ ہر ایک انسان کے لئے استاد اور والدین کے بعد دوسرے لوگ تین قسم کے ہین دوست ۔ جان پہچان ۔ اجنبی ۔

آداب معاشرت اصناف خلق کیساتھ

پس اگر انسان کو اجنبیون سے معاملہ پڑجاے تو امور ذیل کا لحاظ رکھے ۱ اونکی گفتگو مین دخل نہ دیا جاوے ۲ اونکی بیہودہ باتین باقی نہ جائین ۳ اگر اون کے زبان سے کچھ الفاظ نا ملایم بھی سنے تو اوس سے درگذر کرے ۔ ۴ اون سے زیادہ رابطہ و ضبط

نہ پڑنا وین اور نہ اپنا کوی راز یا حال اونسے بیان کرین ٥ اگر کوئی
فعل بد اون سے سرزد ہو تو بشرط اسید قبول اوسپر متنبہ کرے۔
احباب و اخوان کے ساتھ ملاقات رکہنے مین دو باتون کا لحاظ
چاہیئے۔ اول یہہ کہ ایا وہ صحبت و محبت رکہنے کے لایق ہین کہ
نہین۔ کیونکہ ہر شخص دوستی کے لایق نہین ہوسکتا۔ جناب رسالتمآب
صلعم فرماتے ہین اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلْ
یعنے یہہ کہ انسان اپنے دوست کا طریقہ اختیار کرتا ہی۔ اس لئے
جس سے دوستی کیجاوے پہلے اوسکی حالت دریافت کیجاوے بہرحال
جب ایسا کوی رفیق ملجاوے تو پہر یہہ دیکھنا چاہئیے کہ اوس مین
شرایط مفصل ذیل ہین کہ نہین۔ عاقل ہو کیونکہ احمق کی صحبت سے
بجز وحشت اور قطع محبت کے کوی نتیجہ ہی نہین ہی۔ اور نیز یہہ کہ
احمق سے سواے مضرت کے نفع کی توقع نہین۔ گو اوس کے
نیت مین نفع پہونچانا ہو۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔
وَلَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَھْلِ وَاِیَّاکَ وَاِیَّاہُ فَکَمْ مِنْ جَاھِلٍ اَرْدٰی
صحبت مت رکھ جاہل سے اور بچا اپنے کو اوس سے + بہت سے جاہلون نے ہلاک کیا ہے

حَکِیْماً حِیْنَ وَاخَاہُ ٭ یُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ ٭ اِذَا مَا الْمَرْءُ مَا شَاہُ ٭ کَحَذْوِ

دانشمند کو جبکہ اون سے دوستی کی تھی — قیاس کیا جاتا ہی آدمی آدمی کے ساتھ جبکہ اوس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مقابلہ

النَّعْلِ بِالنَّعْلِ اِذَا مَا النَّعْلُ حَاذَاہُ ٭ وَلِلشَّیْءِ مِنَ الشَّیْءِ ٭ مَقَایِیْسُ

کفش کا کفش سے کیا جاتا ہی جبکہ کفش مقابل ہو کفش کے — ایک چیز کو دوسری چیز سے قیاس اور

وَاَشْبَاہُ ٭ وَلِلْقَلْبِ عَلَی الْقَلْبِ ٭ دَلِیْلٌ حِیْنَ یَلْقَاہُ ٭

مماثلت کا موقع ہی — اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جب آپس میں ملاقات ہو

۴ خلق - بدخلق سے قطع تعلق کرنا چاہئے بدخلق وہ ہے کہ جو غضب شہوت کے وقت اپنے نفس پر حاوی نہ ہو سکے - چنانچہ علقمہ عطاردی نے وفات کے وقت اپنے صاحبزادہ کو کیا خوب نصیحت کی ہی - کہ اے فرزند تو ایسے شخص سے دوستی اختیار کر کہ جس سے تیرے مال و آبرو کی حفاظت ہو - اور جس کی صحبت تیری زینت کا باعث ہو - اور وہ ایسا شخص ہو کہ بوقت حاجت تیری اعانت کر سکے - اگر تو اوس کے ساتھ نیکی سے پیش آوے تو وہ بھی تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے - تیری نیکیوں کا اظہار کرے اور بدیوں کو چھپائے - اور جبکہ تیرے قول و فعل پر اعتبار ہو اور تیری ترقی مناصب کا خواہاں ہو - اور بالفرض اگر اختلاف رائے بھی ہو تو تیرا

راے کو مقدم سمجھے ۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین اِنَّ اَخَاكَ
سچا دوست
اَلْحَقَّ مَنْ كَانَ مَعَكَ وَمَنْ يَضُرُّ نَفْسَهُ لِيَنْفَعَكَ وَمَنْ اِذَا
وہ ہے جو تیرے ساتھ ہو اور تیرے نفع کیلئے اپنا نقصان بھی گوارا کرے اور زمانہ
رَيْبُ الزَّمَانِ صَدَعَكَ شَتَّتَ فِيكَ شَمْلَهُ لِيَجْمَعَكَ ۔
کے
سے تجھکو گزند پہنچے تو وہ ہرطرح کی پریشانی تیری اطمینان کیلئے برداشت کرے

۴۴ مرد صالح ہو ۔ فاسق کی صحبت اختیار نکرنی چاہیے کیونکہ جس شخص کے دل مین خدا کا خوف ہوگا وہ کبھی گناہ کبیرہ پر اصرار نکریگا ۔ اور جسکو اللہ کا ڈر ہوگا وہ نفس کی شرارت سے بچ نہین سکتا ۔ اور بہت جلد اوسکی حالت بدلتی جاتی ہے ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۔ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا ۔ جناب باری عز اسمہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد تم مت اطاعت کرو اوس شخص کی کہ جس کا دل اللہ کے ذکر سے غافل ہے ۔ اور صرف ہواے نفسانی مین مبتلا ہے کہ ایسے شخص کا انجام تباہی ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فاسق لایق صحبت نہین ہے ۔ ہمیشہ فسق و معصیت کا دیکھنا دلکو سخت کو دیتا ہے کیونکہ کثرت نظر سے گناہ کے ہیبت دل سے جاتی رہتی ہے ۔ چنانچہ غیبت

کو بھی لوگ کچھ نظر عظمت سے نہین دیکھتے حالانکہ وہ بڑی بلا ہی۔ اور بد ترین معائب و گناہ سے ہی جیسے کہ ایک عالم کو حرص و طلا کا استعمال جسطرح ناجایز ہی اوس سے بھی غیبت بُری ہی۔

۴ حریص مت ہو۔ حریص کی صحبت بھی سم قاتل ہی اوس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان بالطبع تشبہ اور اقتدا پر مجبور ہی۔ جیسی صحبت ہو ویسا رنگ آجاتا ہی۔ بلکہ اکثر طبع سلیم طبع فاسد کے تبع ہو جاتی ہے۔ اور صاحب طبع سلیم کو اسکی خبر بھی نہین ہوتی۔ پس اگر حریص کی صحبت اختیار کروگے تو تم بھی حریص ہو جاوگے۔ اور اگر زاہد کی صحبت اختیار کروگے تو زاہد ہو جاوگے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ اَحْیُوا الطَّاعَاتِ بِمُجَالَسَۃِ مَنْ یُسْتَحْیٰ مِنْہُ یعنے زندہ کرو تم عبادت کو ان لوگون کے صحبت سے جو عبادت سے زندہ ہین یعنے اپنے اوقات کو عبادت مین بسر کرتے ہین۔

۵۔ صادق ہو۔ جھوٹے کی صحبت مت رکھو کیونکہ جھوٹے آدمی سے اکثر دھوکا ہوتا ہی۔ جھوٹی بات مثل سراب کے ہی کہ جس سے امور بعید قریب نظر آتے ہین۔ اور قریب بعید۔ ان خصلتون کے اختیار کرنے مین اکثر صحبت اہل مدارس (یعنے علما و طلبا) و اہل مساجد (زاہدین) خارج

ہوتی ہی کہ میں دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرو یا تو عزلت و
تنہائی کہ جو موجب سلامتی ہی یا دوستون کے اخلاق کا اندازہ کرکے
اون سے صحبت اختیار کرو۔
دوست تین قسم کے ہین ایک دوست عقبی کہ جس مین سوای دینداری کے
تم کچھ نہ دیکھو گے۔ دوسرا دوست دنیا کہ جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو
تیسرا دوست مونس کہ جس مین کسی قسم کا شر و فساد نہو ابو ذر رضی اللہ عنہ
سے منقول ہی کہ اَلْوَحْدَۃُ خَیْرٌ مِنْ جَلِیْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِیْسُ الصَّالِحُ
خَیْرٌ مِنَ الْوَحْدَۃِ تنہائی بد صحبت سے اچھی ہے اور اچھی صحبت تنہائی
سے بہتر ہی۔ عوام الناس تین قسم کے ہین ایک تو مثل غذا کے ہین یعنے
اون سے طبیعت سیر نہین ہوتی یہہ تو علما ہین۔ اور دوسری مثل دوا کے
ہین کہ کبھی اونکی ضرورت ہوتی ہی اور کبھی نہین۔ تیسری مثل بیماری کے
ہین کہ ان کی احتیاج تو نہین ہی مگر کبھی آدمی اسمین مبتلا ہو جاتا ہی۔ اور
وہ کہ جس سے نہ تو کچھ نفع ہو اور نہ موانست جیسا فاسق۔ مبتدع۔ کذاب وغیرہ
ایسے لوگون سے تو بلحاظ دفع شر مدارات کرنی چاہئے۔ چنانچہ جناب
رسالتمآب صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ مُدَارَاۃُ النَّاسِ صَدَقَۃٌ۔

تالیف قلوب صدقہ ہی یعنے تالیف قلوب کا ثواب مثل ثواب صدقہ کے ہی۔ مگر جو لوگ کہ مثل بیماری کے ہین اونکا وجود بھی مصلحت سے خالی نہین ہی اونکے دیکھنے سے انسان کو برے افعال پر آگہی ہوتی ہی اگر انسان مین مادۂ عبرت ہو تو ایسے لوگون سے بہت کچھہ اثر پذیر ہو سکتا ہی۔ سعید وہی جو دوسرون کی نصیحت قبول کرے اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ کی یہی معنی ہین عیسے علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے ادب سکہلایا تو آپ نے فرمایا کہ مجکو کسی نے ادب نہین سکہلایا مگر یہہ کہ مین جاہلون کو دیکہتا تہا اور عبرت حاصل کرتا تہا۔ حقیقت مین آپکا قول بہت سچا ہی اگر لوگ برے افعال و اقوال سے بچین تو اونکا ادب مکمل ہو جائیگا اور کبھی اونکو تعلیم کے حاجت نہ رہیگی۔

بیان رعایت حقوق صحبت

جب تمکو کسی سے مصاحبت و محبت ہو تو تمکو آداب صحبت کا لحاظ رکہنا بھی ضرور ہے اگرچہ آداب صحبت بہت ہین مگر مختصراً کچہہ ذکر کئے جاتے ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ مَثَلُ الْاَخَوَیْنِ مِثْلُ الْیَدَیْنِ تَغْسِلُ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی۔ دو دوست مثل دو ہاتھہ کے ہین جو ایک

دوسرے کو دہوتا ہے ایک مرتبہ حضرت ایک باغیچہ مین تشریف لیگئے
اور وہان سے دو مسواک کے لئے ایک سیدھا اور ایک ٹیڑا ۔ ٹیڑا تو اپنے لئے
رکہے اور سیدہا بعض اصحاب کو جو ہمراہ تھے عنایت فرمائے تو صحابہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے تو آپ ہم سے زیادہ تر مستحق تھے تو آپ نے
فرمایا کہ جب کسیکو کسی سے ملاقات و مصاحبت ہوتی ہے تو اگرچہ وہ صحبت ایکساعت
کی بھی ہو ۔ مگر اوس کی نسبت حق اللہ کی نگہبانی یا عدم نگہبانی کا سوال ہوگا یعنے
حقوق صحبت کا اور نیز جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ جب دو شخص
آپس مین دوست ہون تو خدا کے پاس زیادہ تر وہ شخص محبوب ہے کہ جو
اپنے دوست کے ساتھ زیادہ رعایت سے پیش آتا ہو ۔

آداب صحبت

۱ ایثار مال ۔ اگر ایثار نہو سکے تو جسقدر ممکن ہو حاجت کے وقت مدد کرے
۲ اعانت ذاتی بطیب خاطر بلا درخواست ۳ حفاظت راز ستر عیوب
اور ایسی چیز کے معلوم کرانے سے سکوت کرنا کہ جس سے اپنے دوست
کی ناخوشی کا احتمال ہو ۔ ۴ اگر لوگ اپنے دوست کی تعریف کرین تو
اوسکا اظہار اپنے دوست پر کرنا اور خود بھی اوس سے خوش ہونا

۵ اگر اپنے دوست کے متعدد نام ہون تو جو نام اوسکو مرغوب ہو اوس
پکارنا اور اوس کے محاسن کا ذکر بلا افراط و تفریط کرنا۔ نیک افعال کی
ستایش کرنی اور برائیون سے درگذرنا۔ اور بشرط ضرورت بہ لطف و مدارا
نصیحت کرنا ۶ دوست کے قصور سے (باوجود قدرت انتقام)
درگذر کرنا اور کسی قسم کی ملامت نکرنی ۷ غائبانہ اپنے دوست کیلئے
(خواہ زندگی مین ہو یا بعد موت) دعاے خیر کرنا۔ کہ ایسی دعا کبھی رد
نہین ہوتی ۸ دوست کے اہل وعیال سے (بعد وفات دوست) اور
عزیز و قریب سے اوسی محبت و مروت سے پیش آنا جیساکہ زندگی مین
عادت ہو ۹ دوست کو کسی قسم کی تکلیف ندینا۔ تا بامکان دوست کے
مشکلات مین مدد کرنا۔ جاہ و مال کے حاصل کرنے مین اپنے دوست
سے استمداد نہ چاہنا کہ اس سے اکثر تغیر پیدا ہوتا ہی۔ جس بات مین اپنے
دوست کی خوشی ہو اوس مین اپنی بہی خوشی سمجہنا۔ اور جس مین اوس کی
ناخوشی ہو اوس سے خود بہی ناخوش ہونا۔ پس جب تک اس قسم کا
برتاو سراً و علانیہ نہو اوسوقت تک آدمی درجہ اخلاص مین کامل نہین
ہوتا۔ حاصل یہ کہ محبت و مروت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ کیونکہ بغیر اوسکے

اس قسم کے رعایتوں کا ملحوظ رکھنا از قبیل محالات ہے ۱۰ اگر دوست سے
ملاقات ہو تو پہلے آپ سلام کرنا۔ مجلس مین اپنے دوست کو اچھی جگہہ دینا
۱۱ جب دوست سے ملاقات ہو تو حالت دوست کی اتباع کرنا۔ مثلاً
اگر دوست کہڑا ہو تو خود بھی تعظیما کہڑے رہنا ۱۲ جب تک دوست گفتگو
کرتے رہے آپ خاموش رہنا اور قطع سخن نکرنا۔ حاصل کلام اپنے
دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جو کسیطرح ناگوار ہو۔ پس اسطرح جو شخص
اپنے دوست کے ساتھ مدارات نکرے وہ دنیا اور آخرت کے وبال
مین مبتلا ہوگا۔ یہان تک تو عوام الناس اور احباب کے ساتھ برتاؤ
کرنیکا ذکر ہوا۔ اب اون لوگون کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن سے فقط تعارف
ہو یعنے وہ لوگ جو نہ مرتبہ اصدقا ہون اور نہ عوام بلکہ شناسا ہون
ایسے لوگون سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ دوست تو ہر حال مین
معین ہوگا۔ اور جس سے کسی قسم کا تعارف ہی نہو وہ تو کسی معاملہ مین دخل
ہی ندیگا۔ مگر جو لوگ شناسا ہین اور بظاہر دوستی کا دم بہرتے ہین انہین
سے ہر قسم کے نقصان کا اندیشہ ہی ایسے لوگون سے جہانتک ممکن ہو
اپنی صحبت کو کم کرنا چاہئے۔ اگر بالفرض آدمی ایسے لوگون مین کہین

(مثلاً درس گاہون مین یا مساجد مین یا بازار وغیرہ مین) پہس جاے تو
کبھی ان کو بنظر حقارت نہ دیکھے گو بظاہر وہ خفیف و حقیر ہی ہون کیونکہ
ممکن ہی کہ خدا کے پاس اونکی منزلت زیادہ ہو۔ اور ایسے لوگون کو اونکے
تمول اور وجاہت دنیوی کے لحاظ سے بنظر عظمت دیکھنا بھی منع ہی
کہ حب دنیا مین گرفتار نہو جاے جو باعث ہلاکت ہی۔ جناب رسالتمآب صلعم
فرماتے ہین کہ مَن تَوَاضَعَ لَغَنِیٍّ لِغِنَاہُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِہٖ۔ جو شخص
کسی تونگر کے مدارات صرف اوسکی مالداری کے وجہ سے کرے تو
اوس کے دین سے دو ثلث گھٹ جائینگے۔ خدا کے پاس دنیا و مافیہا
کی کچھ بھی قدر و منزلت نہین ہی۔ پس انسانکو اسبات سے پرحذر رہنا
چاہئیے کہ حصول دنیا کے فکر مین کہین دین برباد نہو جاے۔ و گرنہ پروردگار
کے سامنے خفت و رسوای ہو گی اور اس طمع سے خود اہل دنیا کے
پاس تم ذلیل ہو جاوگے اور اون سے تحصین کری نفع نہو گا۔ اور
جو لوگ کہ صرف مالداری کے لحاظ سے تمہاری خاطر و مدارات کرین
اور بہ تعظیم و تکریم پیش آئین وہ بہروسہ کے لایق نہین ہین کیونکہ تجربہ
سے یہہ بات ثابت ہی کہ سچی محبت کرنے والے بہت کم ہین اور امید

نہین کہ حاضر و غائب لوگ کسی سے یکسان لطف و مہربانی کے ساتھ برتاو کرین
اکثر غائبانہ شکایت ہوجاتی ہی اور ایسا ہونا بعید از قیاس بھی نہین ہی کیونکہ
جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھین تو ضرور اسبات کا اعتراف کرنا ہوگا کہ
ہم بھی دوسرون کے نسبت ایسا ہی پیش آتے ہین بلکہ اپنے والدین
اور عزیز و اقارب اور اساتذہ کے ساتھ بھی ایسے ایسے امور کا ارتکاب
کرتے ہین جو شاید کبھی بالمشافہہ ذکر نکرسکین گے - پس اگر کوئی ہماری بھی
شکایت کرے تو کیا عجب ہی -

اہل دنیا سے مال و جاہ اور اعانت کے توقع کو بھی قطع کرنا چاہیے کیونکہ
طامع اپنے مقاصد کو کم حاصل کرتا ہی بلکہ جسقدر طمع زاید ہوگی اوسیقدر
ذلت حاصل ہوگی - اگر کسی نے انجاح مرام مین تائید کی ہو تو خدا کا بھی شکر
ادا کرو - اور اوس متوسل کا بھی کیونکہ بغیر ادا کرنے شکر متوسل کے خدا کا
شکر بھی مکمل نہین ہوتا - حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَن لَم یَشکُرِ النَّاسَ
لَم یَشکُرِ اللّٰہَ تَعَالیٰ جو بندون کا شکر ادا نہین کرتا وہ خدا کا بھی شکر
(یعنے شکر کامل ۱۲)
ادا نہین کرتا - اور اگر کوئی تائید سے پہلو تہی بھی کرے تو اوس سے
نہ تو ناخوش ہونا چاہیئے - اور نہ شکایت کرنی چاہیے کیونکہ مسلمان کے

تو یہہ تعریف ہی کہ دوسرون کے عذر کو قبول کرے۔ اور منافق وہ ہی
کہ جو شخص لوگون کی عیب چینی کرے۔ ایسی حالت مین تو صرف یہہ خیال
کر لینا مناسب ہوگا کہ یہہ عدم تائید شاید کسی ایسے عذر خاص پر محمول ہی کہ
جس سے ہمین آگہی نہین ہی۔ اور جب تک کہ اسباب کا ثبوت یقینی نہو
کہ ہماری نصیحت غیر کے حق مین اثر پذیر ہوگی اوسوقت تک کسیکو نصیحت
بھی نہ کرنی چاہیئے۔ والا نقاض پیدا ہو جائیگا۔ اور لوگ بیفائدہ دشمن
ہوجائینگے۔ اگر اہل تعارف کسی مسئلہ مین خطا کرین اور پہر تم سے اوس کے
معلوم کرنے مین بھی ننگ و عار کرین تو اونکو تعلیم بھی ندینا چاہیئے کیونکہ
ایسے لوگ اس شعر کے مصداق ہین کہ ؎ کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اور اگر کسی مسئلہ کی لاعلمی محض کسی معصیت
کی وجہ سے ہو جسکا ارتکاب جہالت سے ہوگیا ہی تو ضرور ایسے لوگون
کی تفہیم بلطف و مدارا کرنی چاہیئے۔

اگر کسی اہل ملاقات سے تمہارے حق مین کوئی نیکی ہو تو خدا کا شکر کرو
کہ تم کو ایسے شخص کا دوست بنایا۔ اور اگر کچھ برائی دیکھو تو انا للہ پڑہو
اور اوس سے کنارہ کرو۔ مگر عتاب مت کرو۔ اور نہ یہہ کہو کہ تم نے

ہمارے ساتھ اسطرح کا سلوک کیون کیا اور ہمارا لحاظ کیون نکیا گیا کہ یہہ محض حماقت کی علامت ہی۔ بڑا احمق وہ ہی کہ اپنے کو دوسرون سے اچھا سمجھے جب کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی سے پیش آئے تو سمجھہ لو کہ یا تو یہہ صرف تمہارے افعال بد کی پاداش ہی جو تم سے کبھی (پیشتر) سرزد ہوئی ہین۔ اس لئے انسانکو اپنے گناہون سے توبہ کرتے رہنا چاہیے یا خدا کا عذاب تمپر دنیا مین نازل ہوا ہی اسکا علاج یہی ہی کہ حق بات گو کو تلخ ہو بسمع قبول سنا کرو۔ اور کلام باطل پر سکوت کیا کرو۔ لوگون کے نیکیون کو ظاہر کرو اور برائیون سے چشم پوشی اختیار کرو۔ علما کے صحبت سے حذر کرو۔ خصوص ایسے عالمون کے صحبت سے جو مجادلہ مین مبتلا ہین۔ کہ یہہ لوگ اکثر اپنے حسد کے وجہ سے دوسرون کے لئے حوادث دہر کا انتظار کرتے رہتے ہین اور اپنے وہم کے پردے مین قطع محبت بھی کر دیتے ہین اور تمہاری رسوائی کا اپنی صحبت و مجلس مین مضحکہ کیا کرتے ہین۔ حتی کہ ان خیالی ذلتون کا استعمال اس شہرت سے کرتی ہین کہ گویا ادہون نے سنگ ملامت تمہارے منہ پر پھینک مارا۔ یہہ لوگ مناظرہ کے وقت کبھی دوسرے کے بات کو فروغ ہونے نہ دینگے۔ اور کبھی

کسیکی خطا سے درگذر نکرینگے اور کسی کے عیب کو معاف نہ فرماٸینگے
بلکہ ادنی ادنی عیب کو ظاہر کرینگے۔ غیر کے تہوڑے سے منفعت پر انکا دل
جلیگا۔ اور تمام کے تہمتین اور بہتان اوسکے فتراک مین باندہینگے۔
بظاہر تو یہہ نفع رسان معلوم ہونگے اور باطناً اونسے مضرت پہونچیگی بہر حال
جو کچھہ کہ ابتک ذکر ہو چکا یہہ سب بدیہی امور ہین۔ ان مہلکات سے
وہی بچ سکتا ہی جسکو خدا بچاوے پس ایسے لوگون کے صحبت مین سواے
نقصان وخسارت کے کوئی فائدہ ہی نہین ہی۔ اور یہہ ایسی کہلی ہوی
باتین ہین کہ جسکا ہر شخص اعتراف کر سکتا ہی۔ قاضی ابن معروف رحمتہ اللہ
نے اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے۔

فَاحْذَرْ عَدُوَّكَ مَرَّةً ۔۔۔ وَاحْذَرْ صَدِيقَكَ اَلْفَ مَرَّةً

دشمن سے تو ایک بار خوف کر ۔۔۔ اور دوست سے ہزار بار

فَلَرُبَّمَا انْقَلَبَ الصَّدِيقُ ۔۔۔ فَكَانَ اَعْرَفَ بِالْمَضَرَّةِ

پس جب دوست اپنی دوستی سے پہر جاتی ہی ۔۔۔ مضرت پہونچانے کے عمدہ طریقہ کو جانتا ہے

اسیطرح ابن تمام نے بہی کیا اچہا لکہا ہے

عَدُوُّكَ مِنْ صَدِيقِكَ مُسْتَفَادُ ۔۔۔ فَلَا تَسْتَكْثِرَنَّ مِنَ الصِّحَابِ

تیرے دشمن تیرے دوستون ہی سے نکلتے ہیں ۔۔۔ پس دوستون کی تعداد کو مت بڑہا

فَاِنَّ الدَّاءَ اَكْثَرَ مَا تَرَاهُ — يَكُوْنُ مِنَ الطَّعَامِ اَوِ الشَّرَابِ

اکثر بیماریاں جو تم دیکھتے ہو — کہانے پینے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اگر بھلائی چاہتے ہو تو ہلال بن علاء رقی کے قول پر کاربند رہو۔

لَمَّا عَفَوْتُ وَلَمْ اَحْقِدْ عَلٰى اَحَدٍ — اَرَحْتُ نَفْسِيْ مِنْ هَمِّ الْعَدَاوَةِ

جب میں کسی کی خطا معاف کرتا ہوں اور کسی پر کینہ نہیں کرتا — تو میرا نفس دشمنی کے تکلیفات سے محفوظ رہتا ہے

اِنِّيْ اُحَيِّيْ عَدُوِّيْ عِنْدَ رُؤْيَتِهٖ — لِاَدْفَعَ الشَّرَّ عَنِّيْ بِالتَّحِيَّاتِ

جب میں دشمن کو دیکھتا ہوں اسکو خوش کرتا ہوں بمجرد اسکے دیکھنے کے — اظہار تبسم و خوشی سے تاکہ بلا دفع ہو جاوے

وَاُظْهِرُ الْبِشْرَ لِلْاِنْسَانِ اُبْغِضُهٗ — كَاَنَّهٗ قَدْ مَلَاَ قَلْبِيْ مَسَرَّاتٍ

کشادہ روئی پیش آتا ہوں دشمن کے ساتھ جس سے مجھے نفرت ہے — اسطرح کہ گویا اوسنے میرے دل کو خوشی مالامال کر دیا

وَلَسْتُ اَسْلَمُ مِمَّنْ لَسْتُ اَعْرِفُهٗ — فَكَيْفَ اَسْلَمُ مِنْ اَهْلِ الْمَوَدَّاتِ

جبکہ مجکو اجنبیوں سے ہی بچنا محال ہے تو — دوستوں سے کیونکر نجات ملیگی۔

اَلنَّاسُ دَاءٌ دَوَاءُ النَّاسِ تَرْكُهُمْ — وَفِي الْجَفَاءِ لَهُمْ قَطْعُ الْاُخُوَّاتِ

اگر مثل بیماری کے ہیں اسکا علاج ترک صحبت ہے — کیونکہ انسے ذرا ہی کنارا کرو تو عداوت پیدا ہو جاتی ہے

فَسَالِمِ النَّاسَ تَسْلَمْ مِنْ غَوَائِلِهِمْ — وَكُنْ حَرِيْصًا عَلٰى كَسْبِ التُّقِيَّاتِ

جو شخص انکی شرارتوں سے بچا وہ محفوظ رہا — اسواسطے گوشہ گیری زیادہ اختیار کرو

وَخَالِقِ النَّاسَ وَاصْبِرْ مَا بَلَيْتَهُمْ　　　أَصَمَّ أَبْكَمَ أَعْمَى ذَا تَقِيَّاتٍ

لوگون کے موافق رہو اور ان سے جو کچھ واقع ہو اوس پر صبر کرو　　　چپ رہو بہرے اور اندھے بنجاؤ پھر کیف اپنے کو بچاؤ

اور نیز بعض حکما کے ان اقوال پر عمل کرو۔ دوست و دشمن سے یکسان خوشی سے ملا

قاتہ اونکے لئے کوئی ذلت کا سامان مہیا کرو اور نہ اون سے کچھ خوف کرو

وقار و تواضع کو ہاتھ سے جانے مت دو مگر وقار مین کبر اور تواضع

مین ذلت نہو ہر چیز کا برتا و اعتدال کے ساتھ کرو افراط و تفریط سے مذموم

کما قیل

عَلَيْكَ بِأَوْسَاطِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا　　　طَرِيقٌ إِلَى نَهْجِ الصِّرَاطِ قَوِيمٌ

لازم کرو تم اعتدال کہ وہ　　　راہ راست پر پہونچنے کا ذریعہ ہے

وَلَا تَكُ فِيهَا مُفْرِطًا أَوْ مُفَرِّطًا　　　فَإِنَّ كِلَا حَالِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ

اپنے کامون مین افراط و تفریط مت کرو　　　کہ یہہ دونون باتین مذموم ہین

چلنے کے وقت غرور کے ساتھ سیدہے بائین طرف اور پیچھے پلٹ

پلٹ کر مت دیکھو۔ اگر کہین مجمع دیکھو تو بغیر حاجت کے مت ٹہرو۔ اگر کسی

مجلس مین بیٹھو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھو متوحشانہ مت بیٹھو۔ ہاتھون کی

انگلیون کو باہدیگر مت ملاؤ کہ اس سے اکثر اونگھہ آتی ہے جو فعل شیطانی ہے

ا داڑھی مین بیفائدہ انگلیان ڈالنا اور انگشتری کو پھراتے رہ
د انتون مین خلال کرنا۔ ناکمین اونگلیان ڈالنا۔ کثرت سے تھوکنا۔ بار
ئیان لینا سنہ پر سے مکھیان اوڑانا منع ہے۔ رینٹ اور بلغم کے
ے مین بھی احتیاط چاہئے مجلس مین یہہ بھی ضرور ہے کہ بالکل سکو
ر کسی قسم کا بولا ہو گفتگو بھی سنجیدہ اور متانت کے ساتھہ ہو۔ تما
ے ساتھہ توجہ رہے استماع کلام کے وقت استعجاب ظاہر نہو
ب سے ایک ہی بات کا استدراک بھی نہو کہ عیب مین داخل ہے
دل و مضحکہ آمیز گفتگو سے محترز رہے۔ اپنی اولاد یا شعر و سخن یا
یف کی ستایش خود آپ کرنا معیوب ہے۔ بلکہ جو چیز اپنی ذات سے خا
ہتی ہو اوسکی بھی تعریف کرنی نہ چاہئے عورتون کے مانند تزئین
خواہش یا مبتذل لباس پہنا سرمہ کا زیادہ استعمال۔ بالون مین
لگانا نہ چاہئے۔ لوگون کے پاس ہمیشہ حاجت پیش کرنا نہ چاہئے
لی ترغیب بھی مت دو۔ اپنے عیال کو دوسرون کے تشخیص
بان مت دلاؤ کہ اسمین دو قباحتین ہین۔ ایک تو یہہ کہ مثلاً جب

کیونکہ اگر کسی کو ذی مرتبت پائینگے تو اوس سے اپنے دل مین کھنچا کرینگے
اور نیز اگر ان سے کچھ خطا ہو جاے تو نرمی کے ساتھ درگذر کرو۔ او
مہربانی بھی اعتدال کے ساتھ کرو۔ خدمتگار و حواشی کے ساتھ ٹھٹھا
مت کرو۔ کہ اس سے رعب و داب مین فرق آتا ہی۔ کسی سے جھگڑا
ہو جاے تو حلم کو ہاتھ سے جانے مت دو جہالت کو کام مین مت لاؤ
تعجیل کار سے پرہیز کرو۔ جواب سمجھکر دیا کرو۔ جھگڑے کیوقت بار بار ہاتھ
سے اشارہ نکرو۔ اور اگر کوئی پس پشت ہو تو اوس کے طرف التفات
مت کرو۔ اور نیز جھگڑے کے وقت پنڈلیون پر مت بیٹھو۔ جبتک
غصہ کم نہو بات مت کرو۔ تقرب سلطانی سے ڈرو۔ وہ دوست جو صرف
تمھاری خوشحالی کا رفیق ہو (جیسے تونگری اور صحت) اور برے وقت
مین کام نہ آئے (یعنے حالت افلاس و مرض مین) اوس سے پرہیز
کیا کرو کہ وہ بڑا دشمن ہی۔ مال کو جان سے زیادہ عزیز مت رکھو۔
المختصر یہانتک جن ابواب کا ذکر ہو چکا ہی وہ بدایہ ہدایت کیلئے کافی
ہے اگر بالفرض کچھ باقی ہی تو صرف یہی ہی کہ انکا تجربہ کیا جاے بدایت
ہدایت کے متعلق گیا باتین بیان ہوئین ہین۔ آداب طاعات۔ ترک معاصی

مخالطت خلق۔ ان تینون چیزون کے مجموعہ کو تقوی۔ دین کامل۔ زاد آخرت سے بھی تعبیر کرتے ہین۔ پس اگر ان امور کے طرف طبیعت کا میلان ہو۔ اور نفس مین انکی حصول اور عمل کے جانب رغبت پائی جاوے تو سمجھئے کہ مادہ عبودیت ہی امید ہی کہ خداتعالی ایمان کامل سے دلکو منور کردے۔

چونکہ اس کتاب مین ہدایات و نہایات دونون باتون کا ذکر ہو چکا ہی تو نہایت ہدایت کے بعد اسرار وغوامض اور علوم باطنہ اور مکاشفات کا مرتبہ ہی۔ جسکا ذکر احیاء العلوم مین موجود ہی۔ اگر شوق ہو تو اوس کے طرف رجوع کرو۔ اور اگر صرف انہین اعمال و وظایف کا اختیار کرنا جو اس کتاب مین مذکور ہوی ہین گران معلوم ہو اور تنفر پایا جاوے۔ اور نیز یہہ خیال پیدا ہو کہ بھلا اس علم سے ہمین مناظرہ وغیرہ مین کیا مدد ملیگی۔ اور اپنا چشمون پر کیا سرداری ہو سکیگی۔ حصول تقرب وزرا و سلاطین اور مناصب وغیرہ مین اس سے کیا تائید مل سکیگی تو سمجھ لو کہ شیطان تمہین غارت کیا چاہتا ہے اور آخرت کی بھلائی سے محروم رکھنے کے درپے ہے۔ اور تمکو ایسی علوم کے ترغیب دیا چاہتا ہی کہ جس کو تم اپنے خیال مین مفید سمجھتے ہو

مگر یقین جانو کہ وہ سرمایہ تباہی و بربادی کا ہے اور نعیم دایم یعنے جوار
رب العالمین سے باز رکھنے کی تدبیر ہے والسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ
وَبَرَکَاتُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِراً وَّظَاہِراً وَّبَاطِناً وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ـ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۶	مَا تَقَرَّبَ	مَا تَقَرَّبَ	۱۳	۸	هٰذَا الْيَوْم	هٰذَا الْيَوْمِ
"	۷	مَا فَرَضْتُ	مَا افْتَرَضْتُ	"	۱۱	"	"
"	۸	فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ	فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ	۱۴	۶	فِیْ	فِیَّ
"	۹	يَنْطِقُ	يَنْطِقُ	"	"	مَا يَنْفَعْنِىْ	مَا يَنْفَعُنِىْ
"		يَطْشُ	يَبْطِشُ	۱۵	۱۲	مِنَ النَّفَاقِ	مِنَ النِّفَاقِ
۱۳	۳	اَصْبَحْنَا	اَصْبَحْنَا	۱۶	۳	شَقَّ	اَنْ اَشُقَّ
"	"	وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ	وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ	ایضاً	۶	يَكْتُبُ	يُكْتَبُ
"	۴	اَصْبَحْنَا	اَصْبَحْنَا	۱۷	۲	بِالْقَوْلِ	بِالْقَوْلِ
"	۷	"	"	"	۴	اِرْجِعْنِیْ	اَرْجِعْنِیْ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۲	تُعْطِنِیْ	تُعْطِیْنِیْ	۲۹	۶	سَلَّمْ	سَلِّمْ
"	۱۰	اسْمَعْنِیْ	اَسْمِعْنِیْ	۳۰	۳-۲	كُلَّهُ	كُلِّهٖ
"	۱۲	السَّلَاسِل	السَّلَاسِلِ	"	"	عَاجِلَهُ	عَاجِلِهٖ
"	حاشیہ سطر ۳	یعنے بلال	.	"	"	آجِلَهُ	آجِلِهٖ
۱۹	۵	تَنِزلَ	تَنِزَّلَ	"	۴	يَقْرُبُ	تُقَرِّبُ
"	"	تَنِزلُ	تَنِزَّلُ	"	۵	عَبْدَكَ	عَبْدِكَ
"	۱۴	وَاَسْمِعُكَ	وَاُسْمِعُكَ	"	"	نَبِيَّكَ	نَبِيِّكَ
۲۳	۵	مَمْشَاىِ	مَمْشَایَ	"	۸	رُشْدًا	رُشْدَهُ
"	۶	سَمْعَةً	سُمْعَةً	"	۱۰	ذُوالْجَلَالُ	ذَاالْجَلَالِ
"	"	اِتْقَاءً	اِتِّقَاءً	"	۱۲	تَكِلْنِیْ	تَكِلْنِیْ
"	۶	وَابْتِغَاءِ	وَابْتِغَاءً	"	۱۳	اَصْلِحْ	اَصْلِحْ
۲۹	۱	وَابْعَثْهُ	وَابْعَثْهُ	"	"	كُلَّهُ	كُلَّهُ
"	۲	وَعَدْتَهُ	وَعَدْتَّهُ	۳۰	۱۴	اَصْبَحْتُ	اَصْبَحْتُ
"	"	اَرْحَمُ	اَرْحَمَ	"	۱۵	اَمْلَكْتُ	اَمْلِكُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣١	٢	فَقِيرًا	فَقِيرًا	٤٥	٨	أَيقَظَنِي	أَيْقِظْنِي
〃	〃	فَقْرٌ	أَفْقَرَ	〃	〃	وَاسْتَعْمَلَنِي	وَاسْتَعْمِلْنِي
〃	〃	غَنِيٌّ	غَنِيًّا	〃	٩	تَبْعَدِنِي	تَبْعَدْنِي
〃	٤	أَكْبَرُ	أَكْبَرَ	〃	١٠	تَنْعَطِنِي	فَتُعْطِيَنِي
〃	〃	مُبْلِغٌ	مَبْلَغَ	٥٢	٢	وَجَّهْتُ	وَجَّهْتُ
〃	٥	تَسَلَّطْ	تُسَلِّطْ	〃	٤	رَبُّ	رَبِّ
〃	〃	لَا يَرْحَمُنِي	لَا يَرْحَمُنِيْ	٥٩	٣	الْجُمُعَةِ	الْجُمُعَةِ
٣٣	١	سَلَّمَ	سَلَّمْ	٦١	٨	أَعْفِنِي	أَغْنِنِي
〃	٢	لَا يَضُرُّ	لَا يَضُرُّ	〃	٩	عَمَّنْ	عَمَّنْ
٤١	٩	مُحَمَّدَانِ	مُحَمَّدَانِ	٦٣	٨	وَالْعَطَشَ	وَالْعَطَشِ
〃	٩	وَابْعَثْهُ	وَابْعَثْهُ	٦٤	١٥	لَخُلُوفُ	لَخَلُوفُ
〃	١٠	وَعَدْتَهُ	وَعَدْتَهُ	٦٥	٨	لِلْجَنَّةِ	لِلْجَنَّةِ
٤٤	١٣	ارْفَعْهُ	ارْفَعْهُ	〃	٤	الرَّيْحَانُ	الرَّيَّانُ
٤٥	١	آخُذُ	آخُذُ	٦٦	١٠	أَيْدِيهِمْ	أَيْدِيهِمْ
〃	٤	أَقْضِ	اِقْضِ	〃	〃	أَرْجُلُهُمْ	أَرْجُلِهِمْ
٤٦	٥	مُمَاتُهَا	مَمَاتُهَا	٧٠	١٣	يَعِيبُ	يَغِيبُ
〃	〃	أُمِنُهَا	أَمِتْهَا	〃	١٤	مَيِّتًا	مَيْتًا
〃	٦	أَحْيَيْتُهَا	أَحْيَيْتَهَا	٧٢	٨	بَنِيَّ	بَنِي

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	۱۰	دوسرے کی بات کاٹے اور	٥	۸۷	۱۳	فَتَصَعَّدَ	فَتَصَعَّدَ
-	۱۱	خدا تعالیٰ	خدا ہی تعالیٰ	〃	〃	آضْبِحُ	آضْبِحْ
	۱۲	دوسرے کی بات کاٹی اور	٥	〃	〃	آمْسِی	آمْسَی
۷۴	۷	تَذَکَّرُوْا	تَذَکَّرُوْا	〃	۱۴	صَعَدْتُ	صَعِدْتُ
۷۷	۱۴	غَیْرُ	غَیْرٌ	〃	۱۵	زَکِیَّتُہٗ	زَکِیَّتُہٗ
۸۳	۱	ہیں	ہیں	〃	〃	کَثْرَتُہٗ	کَثَّرْتُہٗ
-	۱۰	مُہْلِکَاتٌ	مُہْلِکَاتٌ	〃	〃	الْمُوَکَّلُ	الْمُوَکِّلُ
۸۶	۳	بِاَسْنَادِہٖ	بِاِسْنَادِہٖ	۸۸	۱	وَجْبَہٗ	وَجَبَہٗ
〃	〃	آنَّہٗ	اِنَّہٗ	〃	۲	.	اَسْاَلُ الْعَبْدَ کَیْ نُوَدِّ
〃	۵	لِمُعَاذٍ	لِمُعَاذٍ	〃	〃	فَتَرَکْتُہٗ	فَتَرَکْتُہٗ
〃	〃	حَدَّثَنِیْ	حَدَّثَنِیْ	〃	۴	قِفُوْا	قِفُوْا
〃	۸	مَعَاذٌ	مُعَاذٌ	〃	〃	وَاضْرَبُوْا	وَاضْرِبُوْا
〃	〃	اِنَّ	اِنِّیْ	〃	۵	وَجْبَہٗ	وَجَبَہٗ
〃	۹	نَفْعَلُ	تَفْعَلُ	〃	〃	صَاحِبُہٗ	صَاحِبِہٖ
-	۷	ضَبْعَةٌ	ضَبْعَتُہٗ	〃	۶	اَدْعُ	اَدَعُ
〃	۱۰	مَعَاذُ	مُعَاذُ	〃	۷	انا ملک الحق	
〃	۱۱	سَبْعَةٌ	سَبْعَةٌ	〃	۹	الْحَقْطَةَ	الْحِنْطَةَ
〃	۱۲	السَّبِیْعُ	السَّبِیْعِ	〃	۱۰	قِفُوْا	قِفُوْا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨٨	١٠	وَاضْرِبُوا	وَاضْرِبُوْا
"	"	صَاحِبُهٗ	صَاحِبِهٖ
"	١١	اُدْعُ	اُدْعَ
"	١٣	يَزْهُوْ	يَزْهُوْ
"	"	الْكُوكِبُ	الْكَوْكَبُ
"	"	الدُّرِّيُّ	الدُّرِّيُّ
"	١٥	قُفُوْا	قِفُوْا
"	"	وَاضْرَبُوْا	وَاضْرِبُوْا
٨٩	١	وَجْهُهٗ	وَجْهَهٗ
"	"	صَاحِبُهٗ	صَاحِبِهٖ
"	"	ظَهْرَهٗ وَبَطْنَهٗ	ظَهْرَهٗ وَبَطْنَهٗ
"	٢	اُدْعُ	اُدْعَ
"	٥	بعملها	بَعْلِهَا
"	"	قُفُوْا وَاضْرِبُوْا	قِفُوْا وَاضْرِبُوْا
"	٦	وَجْهُهٗ صَاحِبُهٗ	وَجْهَهٗ صَاحِبِهٖ
"	٧	كُلُّ	كُلَّ
"	"	يَاخُذُ	يَاخُذُ
"	٨	يَقَعُ	يَقَعُ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨٩	٩	اُدْعُ	اُدْعَ
"	"	الْحَفَظَةُ	الْحَفَظَةَ
"	١٢	قُفُوْا وَاضْرِبُوْا	قِفُوْا وَاضْرِبُوْا
"	"	وَجْهُهٗ	وَجْهَهٗ
"	١٥	اُدْعُ	اُدْعَ
٩٠	٣	النَّحْلِ	النَّحْلِ
"	٤	قُفُوْا وَاضْرِبُوْا	قِفُوْا وَاضْرِبُوْا
"	"	صَاحِبُهٗ	صَاحِبِهٖ
"	٥	وَاضْرَبُوْا	وَاضْرِبُوْا
"	٦	كُلُّ	كُلَّ
"	"	عَيْنُ	غَيْنُ
"	٨	اُدْعُ	اُدْعَ
"	١٠	الرَّائِى	الْمَرَائِى
"	١١	خُلْقُ	خُلُقُ
"	"	صَمْتُ	صُمْتٍ
"	"	ذِكْرُ اللّٰهِ	ذِكْرِ لِلّٰهِ
"	١٢	فَتَشَيَّعَهٗ	فَتَشَيَّعَهٗ
٩٠	١٢	الْحُجُبُ	الْحُجُبِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۱۳	كُلّهَا	كُلُّهُمَا	۹۱	۱۳	مَعَاذُ	مُعَاذٌ
〃	۱۴	الْمُخْلِصِ	الْمُخْلَصِ	〃	۱۴	اللّحم	اللّحم
۹۱	۲	السَّمٰوَاتِ	السَّمٰوَاتُ	〃	۱۵	يَطِيقُ	يُطِيقُ
〃	〃	مَعَاذُ	مُعَاذٌ	〃	〃	مَعَاذُ	مُعَاذٌ
〃	۳	مَعَاذُ	مُعَاذُ	۹۲	۲	تَكَرَّة	تَكَرَّة
〃	۴	〃		〃	۳	مُعَاذُ	مُعَاذُ
〃	〃	اِقْتَدِنِي	اِقْتَدِ بِي	۱۰۱	۱۴	اَدْدِي	آدْدَى
〃	۵	نَقْصٌ	نَقْصٌ	۱۰۲	۲	تَتَاهُ	[illegible]
〃	۶	اَخَوَانِكَ	اِخْوَانِكَ	〃	۳	مَقَايِسُ	مَقَايِيْسُ
〃	〃	اَوْلاَ	وَلاَ	۱۰۴	۴	صَدَعَك	صَدْعَك
〃	۷	نَفْسَكَ	نَفْسُكَ	〃	〃	شَتَتَ	شَتَّتَ
〃	〃	وَتَذَمُّهُمْ	بِذَمِّهِمْ	〃	۱۰	قَلْبُهُ	قَلْبَهُ
〃	[illegible]	تَتَكَبَّرُ	تَتَكَبَّرُ	〃	۱۳	آمْرَةُ فُرُطًا	آمْرُهُ فُرُطًا
〃	[illegible]	[illegible] النَّاسَ	يَحْذَرُ النَّاسَ	۱۱۴	۱۰	عَدُوُّكَ	عَدُوُّكَ
〃	[illegible]	[illegible]	تُخَلِّفُكَ	〃	۱۲	الصديق	الصديق في [illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	تُنَاجِ	〃	〃	بالمضرة	بالمضرة
〃	۱۰	[illegible]	فَتَقْطَعُ	〃	۱۵	صِدِيقَتَ	صَدِيقَكَ
〃	۱۲	[illegible]	النَّاشِطَاتِ	〃	〃	تَسْتَكُونَ	تَسْتَكُونَ